بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماھنامہ

# الحق

ذیقعد / ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ جنوری ۲۰۰۳ء

مُدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

# قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف

# جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صدقہ جاریہ میں شامل ہوکر تا قیامت ثواب دارین حاصل کریں

# اپیل

جامعہ میں زیر تعلیم ڈھائی ہزار طلباء کی دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لینے کیلئے چرمہائے قربانی یا انکی قیمت، صدقات و عطیات وغیرہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان مہمانانِ رسول ﷺ کی خدمت اور نصرت آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گی جو قیامت تک علم دین کی شکل میں جاری و ساری رہے گی۔ ملک بھر کی معروف اور قدیم دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ نے امسال بھی قربانی کا معقول انتظام کیا ہے۔ نقدی یا جانور کی صورت میں قربانی کے اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کیلئے جامعہ حقانیہ کے دفتر سے رجوع فرمائیں۔

خواہشمند حضرات سے درخواست ہے کہ پہل فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

**فون نمبر**: 630341 - 630435 (0923) **فیکس نمبر**: 630922 (0923)
**ای میل ایڈریس**: haqqania@nsr.pol.com.pk OR haqqania@hotmail.com

الداعی الی الخیر (مولانا) سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

# ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۔۔۔۔۔ 38
شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔ 4
ذیقعد / ذی الحجہ ١٤٢٣ھ
جنوری ۔۔۔۔ ۲۰۰۳ء

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

## اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: متحدہ مجلس عمل سرحد حکومت کے انقلابی اقدامات: اُردو کو صوبے کی سرکاری زبان قرار دینا اور میٹرک تک مفت تعلیمی سہولت، خطیب بادشاہی مسجد مولانا عبدالقادر آزادؒ کی رحلت، معروف منصف مزاج مستشرق ڈاکٹر این میری شمل کی وفات ...... راشد الحق سمیع حقانی ۲
ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ شخصیت کے چند پہلو ...... ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۵
فہم القرآن میں علوم کائنات کی اہمیت ...... جناب محمد یونس میو ۱۰
ازدواجی تعلقات (تنبیہ الزوجین) ...... ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ۱۷
عباد الرحمٰن کے اوصاف ...... مولانا انوار الحق ۲۶
قربانی اور مسائل عید قربان ...... ابو طلحہ حقانی ۳۰
پشتو زبان اور ہمارا معاشرہ ...... جناب مشتاق الرحمان شفق ۴۴
عصر حاضر میں ثمن عرفی کے لئے معیار نصاب ...... مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ۵۲
دوسری عظیم ماں ...... ڈاکٹر اصغر حسن ۶۱
دار العلوم کے شب و روز ...... جناب شفیق الدین فاورقی ۶۳

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk Or haqqania@hotmail.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز راشد الحق سمیع حقانی

# متحدہ مجلس عمل سرحد حکومت کے انقلابی اقدامات

## اُردو کو صوبے کی سرکاری زبان قرار دینا اور میٹرک تک مفت تعلیمی سہولت

متحدہ مجلس عمل صوبہ سرحد کی حکومت جسے ابھی قائم ہوئے چند مہینے ہی ہوئے ہیں لیکن اب تک اس کی مجموعی حکومتی کارکردگی نہ صرف اطمینان بخش بلکہ قابل تحسین بھی ہے۔ مجلس عمل کی حکومت نے آتے ہی صوبہ سرحد کے غیور مسلمانوں کے دیرینہ مطالبے کی روشنی میں فحاشی اور عریانی کے خلاف فوری اقدامات کیے۔ اور اس کے بعد دیگر کئی اہم انقلابی اقدامات کا اعلان بھی ہوا۔ ان میں سرفہرست میٹرک تک مفت تعلیم اور اُردو زبان کو صوبہ کی سرکاری زبان قرار دینا نہایت ہی مستحسن فیصلے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اُردو زبان کو سرکاری حیثیت اگر واقعتاً دی گئی تو یہ ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اُردو دنیا کی واحد ایسی بدقسمت زبان ہے جو اپنے ہی ملک اور دیس میں ہمیشہ سے اجنبی چلی آ رہی ہے اور اسے انگریزی اور دیگر علاقائی زبانوں کے مقابلے میں تیسرے درجہ کی حیثیت دی گئی۔ حالانکہ یہی اس ملک کی قومی زبان اور برصغیر کے مسلمانوں کی تہذیبی پہچان ہے اور اسی کی بدولت پاکستان کے مختلف اقوام اور صوبے وحدت کے رشتے میں جُڑے ہوئے ہیں اور یہی اردو زبان علاقائی ولسانی تعصّبات کو ختم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔ پاکستان کا مختلف شعبوں میں دیگر ممالک سے پیچھے رہ جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان میں تعلیم، تحقیق اپنی قومی زبان کے بجائے ہمیشہ سے انگریزی زبان میں ہوتی چلی آ رہی ہے۔ حالانکہ جاپان، چین، کوریا، فرانس، جرمنی، روس اور دیگر کئی ترقی یافتہ ممالک صرف اپنی قومی زبانوں پر توجہ دینے کے باعث ہی ترقی کے اعلیٰ منازل پر پہنچ گئے ہیں اور ہم ابھی تک انگریزوں کی غلامی اور اتباع کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اسلئے آج ہم ہر میدان میں ان سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہرحال دیر آید درست آید۔ ایک چھوٹے اور پسماندہ صوبے کی طرف سے یہ فیصلہ قابل تحسین اور دیگر صوبوں اور خصوصاً مرکز کیلئے قابل اتباع ہے۔ اسی طرح میٹرک تک مفت تعلیم دلوانے کا فیصلہ بھی نہایت دوررس نتائج کا حامل ہوسکتا ہے اور اس فیصلے سے ملک میں شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔ تعلیم کسی بھی ملک کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن پاکستان میں بدقسمتی سے حکومتوں نے سب سے کم توجہ اسی اہم شعبہ کی طرف دی ہے اور پھر اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ حکمرانوں نے ملک میں طبقاتی اور پرائیویٹ نظام تعلیم کی بھی مکمل سرپرستی کر ڈالی۔ جس کے نتیجے میں حکومتی تعلیمی ادارے تو یتیم ہو کر رہ گئے لیکن صرف اقلیتی صاحب ثروت طبقہ کو فائدہ ہونے لگا اور اب صورتحال یہ ہے کہ ملک کی بیشتر آبادی تباہ حال سرکاری سکولوں میں بے سروسامان اپنا وقت گزار رہی ہے اور ہزاروں بچے فیسوں کی

بھر مار کی وجہ سے تعلیم جیسی بنیادی ضرورت سے محروم رہ گئے اور اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف صوبہ سرحد میں تعلیم سے محروم بچوں کی تعداد پچیس لاکھ سے متجاوز ہے تو مجموعی طور پر ملک کی تعلیمی صورتحال کیا ہوگی؟

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میٹرک تک مفت تعلیم کے فیصلے سے اگر چہ صوبہ سرحد کی غریب حکومت کو چھ کروڑ سالانہ کا اضافی نقصان اٹھانا پڑے گا لیکن اگر غور کیا جائے تو اچھے مستقبل کیلئے یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔ مجلس عمل کی حکومت کو اگر یکسوئی سے چلنے دیا گیا تو وہ دن دور نہیں جب اس ملک کے مفلوک الحال اور غریب لوگوں کے تمام مسائل انکی دہلیز پر ہی حل ہونا شروع ہو جائیں گے اور ان کے مقدر کی تاریکی روشنی میں بدل جائے گی۔

---

## خطیب بادشاہی مسجد مولانا عبدالقادر آزادؒ کی رحلت

گزشتہ دنوں ملک کی نامور شخصیت اور تاریخی بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالقادر آزادؒ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم گوناگوں صفات کی حامل شخصیت تھے۔ آپ ایک طویل عرصے سے شاہی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے چلے آرہے تھے اور اپنے ولولہ انگیز اندازِ خطابت سے سامعین کے دلوں کو گرمی بخشتے تھے۔ آپ کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل تھا کہ 1974ء میں لاہور میں منعقدہ عالمی اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر آپ نے عالم اسلام کے تمام امراء' سلاطین' صدور' وزراء اعظم اور دیگر مقتدر شخصیات کی نماز جمعہ کی امامت فرمائی تھی۔ تقریر و خطابت کے علاوہ آپ تصنیف و تالیف کی طرف بھی میلان رکھتے تھے اور کئی کتابیں اور مضامین بھی آپ کے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے اور جس محفل میں بھی ہوتے آپ ہی کا رنگ محفل پر غالب رہتا۔ اگر چہ بعض دفعہ مولانا آزادؒ کے ساتھ کئی امور میں علمی اور دینی حلقوں نے آپ کے ساتھ اختلاف کیا۔ لیکن آپ کی مجموعی حیثیت مسلّم رہی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ آخر تک قلبی لگاؤ رہا' ماہنامہ ''الحق'' کے شروع ہی سے قاری تھے' راقم کو آپ کے ساتھ ایک بین الاقوامی کانفرنس (منعقدہ لیبیا' چاڈ) کے سفر میں رفاقت کا اتفاق بھی ہوا اپنے تعارف کرانے پر آپ نے فرمایا کہ آپ میرے پسندیدہ رسالے کے پسندیدہ مدیر ہیں اور ثبوت کے طور اپنے سامان سے ''الحق'' کا تازہ شمارہ مجھے دکھایا۔ جو آپ اپنے ہمراہ مطالعہ کیلئے لائے تھے اور پھر خصوصاً اس ناکارہ کے اوراق پریشاں سفر نامہ ''ذوق پرواز'' کے بارے میں سارے سفر میں اپنے پاکیزہ تاثرات کا اظہار کرتے رہے اور تمام سفر میں نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے رہے۔ المختصر آپ کے اٹھ جانے سے پاکستان ایک نامور بین الاقوامی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ ادارہ اس موقع پر آپ کے پسماندگان' برخورداران اور خصوصاً نائب خطیب بادشاہی مسجد سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

# معروف منصف مزاج مستشرق پروفیسر این میری شمل کی وفات

28 جنوری 2003ء کو معروف جرمن مستشرق ڈاکٹر این میری شمل 81 سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔آپ کا نام اور کارنامے پوری دنیا اور خصوصاً اہل پاکستان کے علمی حلقوں کیلئے اجنبی نہیں۔آپ نے اپنے قلم اور علم کے ذریعہ اسلام کے بارے میں مغربی مستشرقین کے روایتی تعصب سے بالاتر ہو کر بہت زیادہ کام کیا۔آپ تقریباً سو کتابوں کی مصنفہ تھیں۔آپکے پسندیدہ موضوعات میں سرفہرست اقبالیات' تصوف اور علوم شرقیہ تھے۔آپ کے دل میں اسلام اور خصوصاً پاکستان کیلئے بہت زیادہ محبت تھی اور بالخصوص حضرت علامہ اقبالؒ مولانا رومیؒ اور شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی تو آپ بڑی مداح تھیں۔آپ نے حضرت علامہؒ کے مجموعہائے کلام بانگ درا' پیام مشرق' اور جاوید نامہ کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔اس کے علاوہ آپ نے حضرت علامہ کے مذہبی خیالات کے عنوان پر ایک اہم کتاب "شہپر جبرائیل" کے عنوان پر لکھی۔جو علمی حلقوں میں اقبالیات کے موضوع پر ایک اہم کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ نے بہت سی اہم اسلامی کتابوں اور شخصیات کی کتابوں کا جرمن اور دیگر یورپی زبانوں میں تراجم بھی شائع کیے۔آپ عربی' فارسی' ترکی' اردو سمیت کئی بین الاقوامی زبانوں پر عبور رکھتی تھیں۔اس کے علاوہ آپ کئی بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتی رہیں۔پشاور یونیورسٹی نے 1978ء میں دو بین الاقوامی علمی شخصیات کو ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دیں۔جن میں سرفہرست بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کو الٰہیات کے موضوع پر اور ڈاکٹر این میری شمل کو اقبالیات پر۔اس کے علاوہ حکومت پاکستان نے آپ کو 1983ء ہلال امتیاز اور بعد میں ستارہ امتیاز کا ایوارڈ بھی دیا اور 1988 میں عالمی صدارتی اقبال ایوارڈ بھی آپ کو پیش کیا گیا اور آپ کے نام سے لاہور میں ایک سڑک بھی موسوم کی گئی۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آنجہانی کی علمی خدمات اور شخصیت کے بارے میں پاکستانی قوم کو زیادہ سے زیادہ آگاہ کیا جائے اور آپکی کتابوں کو حکومت پاکستان شائع کر کے ارزاں قیمت پر تقسیم کرے۔موجودہ زمانے کو جسے تہذیبوں کے تصادم' مغرب و مشرق اور اسلام و عیسائیت کے درمیان جاری چپقلش کا نہایت ہی خطرناک دور قرار دیا جا رہا ہے' ایسے نازک حالات اور وقت میں آپ کی وفات سے عالم اسلام اور پاکستان اپنے ایک بہت ہی مخلص اور ہمدرد علمی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔پھر آپکی وفات اس حوالے سے بھی بہت زیادہ افسوسناک اور غم انگیز ہے کہ میری شمل مغرب کے ان چند گنے چنے غیر متعصب مفکرین میں سے تھیں جنہوں نے علوم شرقیہ اور بالخصوص اسلامی علوم کا مطالعہ کھلے دل کے ساتھ کیا تھا' ایسی شخصیات سے اب یورپ کی سرزمین خالی ہوتی جا رہی ہے' بقول اقبالؒ

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

# ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ :
# شخصیت کے چند پہلو

ڈاکٹر محمد حمید اللہ' اس صدی کے ایک انتہائی بالغ نظر' بلند پایہ عالم' محقق اور ادیب تھے' جنہوں نے سیرت طیبہ' علوم قرآن اور اسلام کے نظریات و افکار کو اپنا موضوع بنایا اور اس پر اپنی پوری زندگی محنت' لگن اور پورے شوق سے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا اور بالآخر ۹۵ برس کی عمر پا کر اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو کچھ ایسی امتیازی خصوصیات اور اوصاف سے نواز اتھا جو ان کی شخصیت کا حصہ اور لازمہ بن گئے تھے' انہوں نے ۱۶ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ ۹ فروری ۱۹۰۸ء کو حیدر آباد (دکن) میں آنکھ کھولی' ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے اسی آبائی وطن حیدر آباد (دکن) سے اور اعلیٰ تعلیم اپنے ہی علاقے کی جامعہ عثمانیہ سے حاصل کی۔ ایم۔ اے' ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں امتیاز کے ساتھ حاصل کرنے کے بعد' وہ فرانس میں سوربون (پیرس) چلے گئے' جہاں انہوں نے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی' اور پھر بون (جرمنی) سے ایل ایل ٹی کیا' بعد ازاں وہ اپنے وطن میں واپس آ گئے اور کئی سال تک جامعہ عثمانیہ (دکن) میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۸ء میں وہ حیدر آباد (دکن) سے اپنی مملکت کی آزادی کے حمایت کے لئے یورپ گئے ہوئے تھے کہ ان کی غیر موجودگی میں بھارت نے اس آزاد اسلامی ریاست پر شب خون مارا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے اپنے ''غلام وطن'' میں واپس جانا گوارا نہ کیا اور فرانس ہی میں ٹھہر گئے' تاہم ان کے کردار کی عظمت یہ ہے کہ انہوں نے اس غیر مسلم ملک کی شہریت اختیار کرنا بھی قبول نہ کیا' بلکہ تمام عمر محض اپنا اقامہ میں توسیع کراتے رہے' یہاں تک کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا' اور وہ اپنے ''وطن اصلی'' کی طرف روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب محترم بڑی دل آویز شخصیت کے مالک تھے' اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا اور کچھ خصوصیات انہوں نے ریاضت اور محنت سے حاصل کی تھیں' ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں جو اعلیٰ اخلاقی اور انسانی اوصاف موجود تھیں' ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

**استادانہ اہلیت:**

ڈاکٹر صاحب بنیادی طور پر ایک استاد تھے' انہوں نے بطور استاد' جامعہ عثمانیہ یونیورسٹی' حیدر آباد (دکن)

سوربون یونیورسٹی (فرانس)، استنبول یونیورسٹی (ترکی) میں تدریسی خدمات انجام دیں، علاوہ ازیں وہ بیس برس تک "نیشنل سنٹر آف سائنٹفک ریسرچ" کے ساتھ بھی منسلک رہے.......... اس کے علاوہ انہوں نے دنیا کی بہت سی جامعات میں درس (لیکچر) بھی دیئے۔ انہوں نے ہمارے شعبہ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی) کو جو اپنا کوائف نامہ ارسال کیا تھا، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ حجاز، یمن، ایران، عراق، شام، لبنان، فلسطین، مصر، ترکی، جرمنی، ہالینڈ، برطانیہ، فرانس، افغانستان، مراکش، تیونس، الجزائر، پاکستان اور بھارت کی لائبریریوں اور جامعات کا دورہ کر چکے ہیں، ان علاقوں میں سے بہت سے علاقوں میں انہوں نے بہت سے لیکچر بھی دیئے۔

## سادگی:

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت بہت سادہ تھی، وہ دنیائے اسلام کے عظیم ترین عالم اور محقق ہونے کے باوجود بڑی سادہ بود و باش اور طرز زندگی رکھتے تھے، وہ سادہ لباس پہنتے اور سادہ کھانا کھاتے، انہیں بڑے بڑے ہوٹلوں اور بڑی بڑی سوسائٹیوں میں اٹھنے بیٹھنے سے کوئی دلچسپی نہ تھی، وہ ہر کسی سے بڑی خندہ پیشانی اور محبت و اخلاص کے ساتھ ملتے، اگر کوئی طالب علم بھی ان کے پاس آتا، تو اس کی بھی بڑی خندہ پیشانی سے پذیرائی کرتے اور جہاں تک ہوتا اس کی امداد فرماتے، دنیا بھر سے لوگ مختلف عنوانات پر، ان سے رہنمائی کے لئے خطوط لکھتے تھے، ڈاکٹر صاحب اپنے ہاتھ سے ان کو جواب دیتے اور ان کی علمی اور فکری رہنمائی فرماتے۔

## ورع و تقویٰ:

ڈاکٹر صاحب بہت ہی متقی اور پرہیزگار شخصیت کے حامل بزرگ تھے، انہوں نے یورپ جیسے ملک میں رہ کر ورع و تقویٰ کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی، جو اس دور میں کسی دوسرے شخص کے لئے ممکن نہیں ہے، انہوں نے گزشتہ ۳۳ سالوں سے گوشت خوری ترک کر رکھی تھی، اس خیال سے کہ مبادا کوئی حرام کا لقمہ ان کے حلق سے نیچے اتر جائے۔ شروع شروع میں پنیر کھا لیتے تھے، لیکن بعد میں انہوں نے اسے بھی چھوڑ دیا تھا۔

اس سلسلے میں ان کی مثال امام ابوحنیفہ جیسی ہے کہ جب انہیں پتہ چلا کہ ایک چوری شدہ بکری شہر کی بکریوں میں مل گئی ہے، تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ بکریوں کی زیادہ سے زیادہ عمر کیا ہوتی ہے، بتایا گیا کہ بکری کی عمر عام طور پر سات سال تک ہوتی ہے، تو امام ابوحنیفہ نے سات سال تک چھوٹا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے بھی اسی "حنفی دستور" پر عمل کیا، وہ گوشت کے بجائے سبزی تناول فرماتے، دودھ سے بنی ہوئی چیزیں کھاتے، انڈا اور پھلوں سے استفادہ کرتے، لیکن اس خیال سے کہ یورپ میں جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اور گوشت تیار کرتے ہوئے، مطلوبہ اسلامی احتیاط ملحوظ نہیں رکھی جاتی، انہوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا، حتیٰ کہ کمزوری کی بناء پر، ان پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور وہ تقریباً اپریل ۱۹۹۹ء سے مستقل طور پر قومے کی حالت میں تھے۔

اس کے علاوہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی اور بڑی پاکدامنی سے زندگی بسر کی' جو کچھ کمایا وہ یا تو اللہ کی راہ میں خرچ کردیا' یا اس سے کتابیں خریدیں' ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۶ء میں انہیں فیصل ایوارڈ کی جو رقم ملی' وہ ساری کی ساری ''ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد'' کو دے دی تاکہ وہاں علمی اور ادبی کتابوں کی تعداد بڑھائی جاسکے۔

یہ ورع وتقویٰ ہی ان کی اس طویل العمری کا ''راز'' تھا' جیسا کہ جامعہ ازہر کے ایک قدیم استاد سے' جن کی عمر سو برس سے متجاوز تھی' طول العمری کا راز پوچھا گیا' تو انہوں نے بتایا کہ ''ہم نے نوجوانی کی عمر میں اپنے اعضا کی حفاظت کی' تو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ہماری حفاظت فرمائی'' ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی طویل العمری کا بھی یہی اصل راز تھا۔

## تصنیف وتالیف:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بیسویں صدی عیسوی کے ایک عظیم مسلمان محقق اور مصنف تھے' ان کے قلم سے ۱۶۵ سے زیادہ کتابیں اور ۹۳۷ کے قریب مقالات نکلے' جو اسلام کے مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں جس دور میں پیدا کیا' یہ دور اسلامی علوم وفنون کے لئے زوال وانحطاط کا دور تھا' مسلمان محققین نے تحقیق کا میدان یورپ کے مستشرقین کے لئے کھلا چھوڑ دیا تھا اور تحقیق پسندی کے بجائے' مسلمان علماء قدیم دور سے چلے آنے والے روائتی انداز واسلوب کے عادی ہوکر رہ گئے تھے' جبکہ یورپ کے نام نہاد فضلاء آنحضورﷺ کی سیرت طیبہ سے لے کر اسلامی موضوعات کے میدان میں دندناتے پھرتے تھے' مسلمان علماء کی ایک کمزوری یہ تھی کہ وہ یورپین زبانوں سے ناواقف تھے لہذا ان کے لئے اپنی تصانیف اور اپنی تحقیقات کو یورپ کے ایسے اہل علم تک پہنچانا ممکن نہ تھا جو کہ سیرت طیبہ اور اسلام کی عظیم شخصیات کا مطالعہ' صحیح تناظر میں کرنا چاہتے تھے' اور مسلمان علماء جن زبانوں میں تصنیف وتالیف کررہے تھے' ان زبانوں سے اہل یورپ ناواقف تھے' اور مسلمان اہل یورپ کی زبانوں سے نابلد تھے' اللہ تعالیٰ نے اس خلا کو پُر کرنے کے لئے جن علماء اور اکابرین کو پیدا کیا' ان میں ایک بہت بڑا نام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مغربی زبانوں میں سیرت طیبہ' قرآن مجید' قانون اسلام وغیرہ کے میدان منتخب کئے اور ان پر تصنیف وتالیف کا ایک نئے انداز سے آغاز کیا' اس زمانے میں مغرب میں اسلام کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں اور بہت سے شکوک وشبہات پھیلائے جارہے تھے' انہوں نے پیرس (فرانس) کی یونیورسٹی سوربون میں پی ایچ ڈی کے لئے جس موضوع کا انتخاب کیا' وہ موضوع بھی سیرت طیبہ سے تعلق رکھتا تھا' آپ کے تحقیقی مقالے کا عنوان تھا'' عہد نبویؐ اور عہد خلافت راشدہ میں سفارت کاری'' اپنے اس مقالے کے ذریعے انہوں نے پہلی مرتبہ اس عنوان پر قلم اٹھایا تھا' اس مقالے کی تحریر وتدوین کے دوران میں انہوں نے جو مسودات دنیا کے مختلف کتاب خانوں سے جمع کئے' ان کی بنیاد پر' اپنی مشہور کتاب ''الوثائق السیاسیہ'' مدون کی۔ اس طرح انہوں نے عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ کے

جملہ سیاسی وثیقہ جات، یعنی دستاویزات کو مدون کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا، یہ کتاب اس عہد کی مرتب ہونے والی اہم ترین کتابوں میں سے ایک ہے، جس سے کوئی بھی محقق اور سیرت طیبہ کا طالب مستغنی نہیں رہ سکتا، اسی علمی تصنیف کا یہ اثر تھا کہ یورپ میں عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے ادوار کے بارے میں جو رطب و یابس جمع کیا جارہا تھا اس کی اہمیت و حیثیت ختم ہوگئی۔

انہوں نے سیرت طیبہ پر بہت سی کتابیں اور بہت سے مقالات لکھے، فرانسیسی زبان میں ان کی سیرت کی کتاب دو جلدوں میں طبع ہوئی، اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، اس کتاب نے یورپ کے علمی حلقوں میں دھوم مچادی اور یورپ میں اسلام تبلیغ و اشاعت کا کام کرنے والے لوگوں کو بڑی تقویت ملی، چنانچہ اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور سیرت نگاری کے ایک نئے دور کی ابتداء ہوئی۔

انہوں نے دنیا کا پہلا تحریری آئین ''میثاق مدینہ'' عہد نبوی کے میدان جنگ اور ''اسلام کے ابتدائی دور میں انتظامیہ اور عدل و انصاف'' جیسے عظیم کتابیں اور مقالات تصیف و تالیف کئے، پاکستان میں اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور میں انہوں نے جو خطبات دیئے جو ''خطبات بہاولپور'' کے نام سے چھپ چکے ہیں، یہ خطبات سیرت طیبہ کے موضوع پر، ان کی مہارت علمی کا اعلیٰ ترین ثبوت ہیں۔

اسلوب بیان:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا اسلوب بیان بہت عمدہ اور اعلیٰ تھا، ان کا انداز تحقیق بھی بڑا منفرد تھا، وہ عام طور پر مسلمانوں کی اصل کتابوں سے حوالہ دیتے تھے، سیرت نگاری کے میدان میں انہوں نے نئے مآخذ کے بارے میں، مسلمان علماء کی رہنمائی فرمائی۔

ان سے پہلے عام طور پر مسلمان مورخین اور محققین سیرت نگاری کے لئے روایتی قسم کے ذرائع اور مآخذ پر بھروسہ کرتے تھے، جن میں قرآن مجید، احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابیں وغیرہ شامل ہیں، انہوں نے پہلی مرتبہ مآخذ کی اس فہرست میں اضافہ کیا اور سیرت نگاری کے لئے دوسرے میدان بھی تلاش کئے۔ جن میں ابتدائی دور میں فقہ اور اصول فقہ پر لکھی جانے والی امام محمد الشیبانیؒ، امام ابو یوسفؒ امام شافعیؒ اور ان کے شاگردوں وغیرہ کی کتابیں شامل ہیں، امام السرخسی کی شرح السیر الکبیر ان کی توجہ کا خاص مرکز رہی۔ انہوں نے سیرت نگاری پر بہت سا مواد امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کی کتابوں سے حاصل کیا، اسی طرح وہ ابتدائی دور کی شاعری، حتیٰ کہ کتب لغات سے بھی استفادہ کرتے تھے، اس طرح انہوں نے سیرت نگاروں کے لئے اس عنوان پر لکھنے کا فن وسیع کیا۔

انہوں نے سیرت نگاری کے میدان میں قیاس و استقراء کا بھی بہت عمدہ استعمال کیا، وہ ایک جزئی واقعے سے لے کر اس پر بہت سے احکام مستنبط کرتے تھے، اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے لئے انہوں نے آنحضورﷺ

''بحیثیت مقنن'' اور ''عہد نبوی میں نظم ونسق مملکت'' وغیرہ کے مقالات لکھے'ان مقالات میں ان کا یہ اسلوب انداز کمال پر نظر آتا ہے' ان مقالات میں' ڈاکٹر صاحب نے مختلف واقعات لے کر رسول ﷺ کی قانون سازی اور آپ کے انتظامی امور کے بارے میں بہت عمدہ معلومات مہیا کی ہیں' جو صرف انہی کا حصہ اور خاصہ تھا۔

ان کا قلم سیرت کی نزاکتوں سے بھی پوری طرح آگاہ تھا' وہ جب سیرت کے میدان میں اترتے تو باوضو ہوکر اترتے' الفاظ کا بہت عمدہ انتخاب فرماتے' وہ آنحضور ﷺ کی ذات اقدس کے مقام ورتبہ سے میل نہ رکھنے والے الفاظ سے مکمل احتیاط فرماتے' اس طرح اپنے الفاظ کے ذریعے بھی وہ خدمت اقدس میں سے خراج تحسین ادا فرماتے اور اپنے قلم کو سرکار مدینہ کی خدمت میں نیاز مندانہ طور پر پیش کرتے تھے' یہی وجہ ہے کہ ان کے قلم میں ایک تاثیر نظر آتی ہے۔ پڑھنے والے کے دل پر ان کے تحریر و اسلوب کا اثر ہوتا ہے۔

## کتابوں کی تحقیق وتدوین:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے قلم نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے' ان میں بہت سی کتابوں کی تحقیق وتدوین تو بھی شامل ہے' انہوں نے حضرت ھمام بن منبہ کے صحیفہ کو تصحیح وتحقیق کے ساتھ طبع کیا' جو ان کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے' یہ صحیفہ حدیث کے قدیم ترین صحیفوں میں سے ایک ہے' اس کی اشاعت سے تدوین حدیث پر کئے جانے والے بہت سے اعتراضات کی از خود نفی ہوگئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں نے حدیث کی حفاظت واحادیث میں بہت ہی محنت کی ہے' اور یہ کام اسلام کی ابتدائی تاریخ سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

اس کے علاوہ انہوں نے ابن قتیبہ کی کتاب الانواء (حیدرآباد۔دکن ۱۹۵۶ء)' البلاذری کی انساب الاشراف (جلد اول' مصر ۱۹۵۹ء) القاضی الرشید کی الذخائر والتحف (مطبوعہ الکویت ۱۹۵۹ء) ابن القیم کی مقدمہ فی علم السیر یا حقوق الدول فی الاسلام فی احکام اہل الذمہ (دمشق ۱۹۷۱ء) الدنیوری کی کتاب (مطبوعہ ۱۹۷۳ء)' سیرت ابن اسحاق (مطبوعہ الرباط' ۱۹۷۶ء) الواقدی کی فتوح العراق (پیرس و بیروت ۱۹۸۹ء) امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب الیسر (حیدرآباد ۱۹۸۹ء) تحقیق سے شائع کی ہیں' جو ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ کیا' جو اب تک بیس مرتبہ شائع ہو چکا ہے' پہلی مرتبہ پیرس سے ۱۹۵۹ء میں طبع ہوا' اس ترجمہ کو ''مجمع الملک فہد'' نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ قرآن کے طور پر سب سے عمدہ قرار دیا اور سرکاری طور پر اسے طبع کیا ہے۔

الغرض ان کی خدمات کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ ایک عظیم انسان اور ایک عظیم محقق تھے' اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں عمدہ ترین جگہ عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ امین

جناب محمد یونس میو

# فہم قرآن میں علومِ کائنات کی اہمیت

زیر بحث عنوان کے لئے ایک بنیادی اصول یہ ہونا چاہیے کہ اصول تفسیر، اصول حدیث اور حدیث اصول فقہ اور فقہ کے علاوہ ان تمام علوم وفنون کا جاننا ایک مفسر کے لئے ضروری ہے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہوا ہے۔ یہ امر کسی بھی شخص کے لئے روانہیں ہے کہ وہ ایسے علوم کے بارے قرآن کی مراد بیان کرنے لگے جن کے بارے میں قدیم و جدید علمائے کرام اور دانشور حضرات کا نقطہ نظر تک رسائی حاصل نہ ہو جیسا کہ قصص القرآن اور تاریخ اقوام قدیمہ کے بارے میں قرآن حکیم میں اشارے ہیں۔ مثلاً ارم[۱]، حجر[۲]، سدوم[۳]، ایکہ[۴]، مصر[۵]، مدین[۶]، طور[۷]، اریحا[۸]، انطاکیہ[۹]، یورشلم[۱۰] اور مکہ[۱۱] وغیرہ شہروں اور مقامات کے نام ہیں، اس طرح ان کے متعلق اقوام اور ان کے قدیم تمدن نیز ان پر آنے والی تباہی و بربادی کی داستان عبرت ہر ہر جُز کے بارے میں گراں قدر اور پوری معلومات کا حاصل ہونا ضروری ہے ممکن ہو تو ان مقامات کی موجودہ صورتحال سے آگاہی بھی حاصل کی جائے۔ جیسا کہ مولانا مودودیؒ نے اپنی تفسیر میں بعض مقامات کی وضاحت کی ہے۔ یہی بات ان علوم وفنون کے بارے میں بھی کہی جائے گی جن کا ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے، قرآن کریم میں اباریق[۱۲]، اکواب[۱۳]، کاس[۱۴]، روت[۱۵]، غارق[۱۶]، زرابی[۱۷]، تخت[۱۸]، لباس اور دیگر بہت سے سامان دستکاری وخانہ داری اور ظروف کا ذکر ہے، ان صفتوں کے بارے میں جدید و قدیم علم کے بغیر ان کی تفسیر کا حق ادا نہیں ہوگا، بس یہی اصول ہر جگہ استعمال ہوگا، علم کائنات کے بارے میں بھی یہی اصول کارفرما ہے کہ وہ علوم جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہوا ہے۔ ان کے بارے میں جدید علم کے تقاضے پورے کردیئے جائیں لیکن اس مبحث میں ایک بنیادی سوال کائناتی علوم کے تعین سے بھی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ ایسا علم جس کا تعلق اللہ کی اس کائنات سے ہے، مثلاً بحریات، نباتات، جمادات، میدان، پہاڑ، زمین اور آسمان، لیل ونہار، ریاح وسحاب، برق و سیماب و بحر، باغات وانہار وغیرہ اور اگر عالم انسان اور حیوانات کو بھی شامل کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کہ یہ کائنات کا نہایت ہی اہم حصہ ہیں، جبکہ خاص طور پر اللہ نے انسان کی توجہ اور اپنی معرفت کے لئے اونٹ جیسے حیوان کی مثال بھی دی، تو کون کہتا ہے کہ حیوان کا موضوع کائنات کا حصہ نہیں ہے غرض ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہے اس کائنات کا جزو ہے۔ ڈاکٹر افضل کریم کائنات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''تمام اشیاء جو تخلیق کی گئی ہیں اور جن کا انسان کو حواس خمسہ کے ذریعے ادراک ہوتا ہے کائنات کہلاتی ہے''[۱۹] اس سے ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں '' کائنات کی ساخت

اور اس کی موجودہ ارتقاء (Evolution) کے مطالعہ کا نام علم کائنات ہے۔[۲۰]

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے "بدیع السموٰت و الارض" [۲۱] نیز فرمایا فانظر و اکیف بدء الخلق [۲۲] پھر متعدد جگہوں پر فرمایا کہ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا واقف ہے اور وہ سب بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے اور اس کے پیدا کرنے کی شان یہ ہے کہ و اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون [۲۳] سورۃ النحل کی آیت نمبر ۴۰ اور سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ۸۲ میں بھی کن فیکون کے الفاظ وارد ہوئے ہیں زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا" الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش [۲۴] قرآن حکیم آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے میں دیگر کئی مقامات پر بھی ستة ایام کا ذکر آیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا وہی ہے قادر مطلق جس نے آسمان اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا[۲۵] ایک اور جگہ فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کو چھ دن میں بنایا اور پھر عرش پر متمکن ہوا[۲۶] ۔ایک اور آیت میں فرمایا زمین اور آسمان کی اس تخلیق پر ہمیں ذرا بھی تھکان محسوس نہ ہوئی۔[۲۷]

## زمین دو دن میں بنائی:

حٰم السجدہ کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین دو دن میں بنائی گئی خلق الارض فی یومین [۲۸] اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑ بنا دیئے اور اس میں روئیدگی سبزہ اور زندگی کے سارے سامان پیدا فرما دیئے اور یہ سب کچھ چار دن میں مکمل ہو گیا۔ و جعل فیھا رواسی من فوقھا و بارک فیھا و قدر فیھا اقواتھا فی اربعة ایام [۲۹] اس سے ماقبل والی آیات میں زمین کی تخلیق کے بارے میں فرمایا وہ دو دن میں مکمل ہوئی دو دن میں اس پر پہاڑ اور روئیدگی وغیرہ کا بندوبست سب چار دن میں ہوا جیسا کہ علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے یہ سب کام چار دن میں ہوا' دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو دن میں اس کے متعلقات کا بندوبست [۳۰] زمین پہاڑ اور سبزہ وغیرہ پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کی تخلیق کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا" و ھی دخان "[۳۱]

## تخلیق آسمان دو ایام میں:

اور ساتوں آسمانوں کو دو دن میں بناڈالا فقضٰھن سبع سموٰات فی یومین [۳۲] گویا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دن میں پیدا فرمایا جیسا کہ قرآن حکیم کی اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے فی ستة ایام [۳۳] ۔ان آیات سے جو نتائج مرتب ہوئے ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دو دن میں زمین بنائی پھر زمین پر آثار زندگی پھر دو ایام میں آسمان یہیں سے یہ امر بھی محقق ہو جاتا ہے کہ

غالباً پہلے زمین بنائی پھر آسمان بنایا[۳۴]۔ نیز قرآن حکیم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سات آسمان اوپر تلے بنائے گئے ہیں۔ الذی خلق سبع سمٰوات طباقاً[۳۵]

**زمینیں بھی سات ہیں:**

جس طرح آسمان سات ہیں اوپر نیچے تہہ درتہہ اسی طرح زمین بھی سات ہیں اور تہہ در تہہ ہیں' اس ضمن میں یہ آیت لائق توجہ ہے الله الذی خلق سبع سمٰوت و من الارض مثلهن [۳۶] مولانا محمد شفیع اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں جس طرح آسمان سات ہیں ایسی طرح زمین بھی سات ہیں [۳۷]۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے یہی تفسیر کی ہے۔ مولانا مودودی یہاں تعداد کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس طرح متعدد آسمان بنائے ہیں ویسے ہی متعدد زمینیں بھی بنائی ہیں۔

**آسمان اور زمین معلق ہیں:**

قرآن حکیم کی بعض آیات [۳۸] میں زمین و آسمان کے مقام اور کیفیت کے بارے میں میں چند اشارے موجود ہیں' جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان معلق ہیں لیکن ایک سوال یہ بھی ہے کہ آخر آسمان کیا ہے؟ قرآں مجید کی آیت ہے و السما بنها [۳۹] ایک آیت میں آسمان کو مضبوط عمارت کہا ہے سبعا شدادا[۴۰] یہ چھت بغیر ستون کے ہے رفع سمٰوت بغیر عمد [۴۱] آسمان میں برج ہیں فی السماء بروجا نیز ابواب السماء کے الفاظ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ آسمان میں دروازے ہیں پھر آپ جانتے ہیں کہ آسمان سے بارش اور رزق کے نزول پر بیسیوں آیات بینات سے استدلال کیا جاتا ہے و انزل من السماء مآ [۴۲]

**سورج' چاند' ستارے' سیارے اور ان ان گردش:**

اللہ تعالیٰ نے آسمان کو برجوں سے کواکب اور چراغوں سے زینت دی ہے' اسی طرح سورج اور چاند بھی آسمان کی زینت ہیں وجعل فیها سراجاً و قمرا منیرا [۴۳] دوسری جگہ سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا ہے وجعل الشمس ضیاء و القمر نورا و قدره منازل [۴۵] یہ چاند سورج اور دیگر ستارے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں'' کل فی فلک یسبحون [۴۶] نیز ان کی یہ گردش ایک اندازے سے مقرر کی گئی ہے قدرہ منازل لتعلموا عدد السنین و الحساب [۴۷] سورج اور چاند کی حرکت کے لئے ایک آیت ملاحظہ ہو۔ الشمس والقمر بحسبان[۴۸] اسی طرح آیت کل یجری الی اجل مسمی[۴۹] قرآن حکیم کی ایک اور آیت سے اجرام فلکی کی حرکت و گردش کے بارے میں مزید صراحت ملتی ہے اس آیت میں سورج کا بطور دلیل کے بیان ہوا ہے'' ولو شاء لجعله ساکنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا[۵۰]

## تخلیق کائنات کے بارے میں جدید سائنسی تحقیقات کا جائزہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اصلاً ہدایت ربانی کا انکشاف ہے جو آدمی کو آخرت کی ابدی کامیابی کا راستہ دکھاتا ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس اور صنعتی ترقیاں اسلامی انقلاب ہی کا ایک نتیجہ ہیں اگر اسلامی انقلاب دنیا میں نہ آتا تو سائنس اور صنعتی ترقیاں بھی ظاہر ہوئے بغیر پڑی رہتیں"(۵۱) جس طرح وہ اسلامی انقلاب سے پہلے پڑی ہوئی تھیں، اسلام کے نظریہ توحید نے کائنات میں انسان کا مقام متعین کر کے اور تسخیر کائنات کی طرف انسان کا مقام متعین کر کے اور تسخیر کائنات کی طرف انسان کے سفر کا آغاز کیا اور یوں دنیا میں سائنسی تحقیقات کی راہ ہموار ہوئی (۵۲) لیکن ابھی تک سائنس نے جو دریافتیں کیں ہیں وہ سمندر میں ایک قطرے سے زیادہ نہیں ہیں (۵۳)۔ قرآن حکیم نے تخلیق کائنات کے بارے میں بنیادی نظریہ "کن فیکون" بیان کیا ہے لیکن سائنس یہ کہتی ہے کہ کائنات کسی عظیم دھماکے کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ (۵۴) ایک نظریے کے مطابق زمین کبھی سورج کا حصہ تھی جو ٹکڑے کی طرح اچھل کر علیحدہ ہوگئی جبکہ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ سورج اور زمین دونوں ایک ہی سحابیہ **(Nebula)** یعنی بادلوں والی تنویری پٹی جو آسمانوں میں نظر آتی ہے دھماکے سے علیحدہ ہوئے (۵۵) آپ نے آیات میں ملاحظہ فرمایا کہ سورج چاند اور دیگر اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں ایک منظم اور باقاعدہ گردش میں مصروف ہیں۔ سائنس بھی اس حقیقت کو پانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس کی تحقیق یہ ہے کہ سورج گردش نہیں کرتا بلکہ اپنے ہی محور پر اپنی کشش ثقل کے بل بوتے پر قائم ہے۔ (۵۷) ماہرین فلکیات کا کہنا ہے کہ زمین پر زندگی سورج کے دم سے ہے جب تک سورج میں ہائیڈروجن موجود ہے وہ ہمیں مسلسل حرارت اور روشنی دیتا رہے گا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق سورج میں موجودہ ھائیڈروجن پندرہ ارب سال تک چلے گی۔ جو کہ سورج کی باقی بڑی عمر تصور کی جاتی ہے۔ لیکن بارہ ارب سال ہی گزریں گے کہ سورج کی تپش میں اضافہ انسانی زندگی کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے گا۔ اور دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی گویا یہ قیامت کا واقع ہونا ہوگا۔ (۵۸)

نظام شمسی کا تہہ و بالا ہونا واقعہ قیامت کی یاد دلاتا ہے، لیکن قیامت کب آئے گی یہ کوئی نہیں جانتا یہ اللہ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے تاہم قرآن و حدیث میں مذکورہ نشانیاں اس کی قربت اور وقوع کے یقین دلانے کے لئے کافی ہونی چاہئیں لہذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ سائنس کے مفروضات و نظریات حتمی نہیں اور اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

## قرآن کے بیان حتمی ہیں:

جبکہ قرآن کے بیانات حتمی ہیں لہذا قرآن میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا سائنس ابھی حتمی جواب تلاش نہیں کر سکی، سائنس ابھی اس منزل پر نہیں پہنچ سکی کہ وہ ان باتوں کی صحیح صحیح تشریح کر سکے۔ (۵۹)

**پہاڑ اور ان کی اقسام:**

قرآن حکیم میں پہاڑوں کا ذکر ہے ان میں بعض سفید ہیں بعض سرخ پھر انکی بھی مختلف رنگتیں ہیں کچھ بہت سفید کچھ بہت سیاہ ہیں (۶۰) بعض پہاڑ ایسے ہیں کہ ان سے چشمے اور نہریں پھوٹ آتی ہیں۔ پہاڑ زمین کے اندر دھنسے ہوتے ہیں، جیسے و الجبال اوتادا (۶۱) اور یہ آیت و الی الجبال کیف نصبت (۶۲) جدید تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ پہاڑ اپنی اونچائی سے دس گنا زمین کے اندر ہیں گویا اللہ نے ان کو میخوں کے طور پر گاڑھ رکھا ہے (۶۳)۔

**برق، صاعقہ اور رعد:**

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے برق، صاعقہ اور رعد کا ذکر کیا ہے، اکثر مقامات پر مغضوب اور ضالین اقوام کے تذکرہ اور عذاب الٰہی کے پس منظر میں ایسا ہوا ہے کہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبرت دلانے کے لئے بجلیاں دکھانے کا ذکر کیا ہے (۶۴)۔ ہواؤں کا ذکر ہے، بعض عذاب کی ہوائیں اور آندھیاں تھیں، جو قوم عاد پر چلائی گئیں (۶۵) اور بعض ہوائیں رحمت کی ہوتی ہیں جیسا کہ بارانِ رحمت جو بارش اور روئیدگی کا سبب بنتی ہیں۔

**معدنیات:**

قرآن میں لوہا (۶۶)، تانبا (۶۷) چاندی (۶۸) سونا (۶۹)، موتی (۷۰) اور مرجان (۷۱) وغیرہ کا تذکرہ بھی ہوا ہے۔ ایک مفسر کے لئے ان معدنیات کی تفسیر کیلئے انکے (Compositions) اور خصوصیات کا علم ہونا چاہیے۔

**نباتات و جمادات:**

حیوانات اور انسانیات کا اجمالاً اور تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔ ایک مفسر کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ انسان پر گفتگو کرے تو جن نفسیاتِ انسانی کا ذکر قرآن میں ہوا ہے ان کو بھی پیش نظر رکھے۔ مثلاً یہ کہ انسان جھگڑالو ہے جلد باز اور ناشکرا ہے تکبر کرتا ہے، اور بعض اوقات گستاخی اور نافرمانی کا مرتکب بھی ہوا ہے۔ یہ تمام خصائص انسانی معاشرے کے لئے نقصان دہ اور مضر ہیں، چنانچہ مفسر ان کے اثرات و نتائج سے بحث کرتے ہوئے ان کی تہذیب کرنے کی سعی بلیغ بھی کرتا ہے۔

**جدید سائنسی اور کلامی تفاسیر میں علوم کائنات کی اہمیت:**

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہوگا کہ علوم کائنات کے بیان سے اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے، اللہ تعالیٰ بار بار کیوں آسمان و زمین کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے۔ سورج چاند ستاروں کی افادیت اور غرض تخلیق کی طرف اشارہ کرتا ہے بظاہر ایک بات بہت عام سی نظر آتی ہے وہ یہ کہ اللہ انسان کے دل پر اپنی عظمت اور قدرت کا نقش ثبت کرنا چاہتا ہے۔ عذاب و ثواب کا فلسفہ بھی یہی ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ اجرامِ فلکی کا ذکر کرتا ہے، اور پھر ساتھ ہی فرماتا ہے کہ یہ تو میری مخلوق ہیں تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو بعثت نبویؐ سے قبل اقوام عالم مظاہر فطرت کی پرستش کرتی تھیں۔ چنانچہ

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان اس کائنات میں اپنا مقام و مرتبہ پہچانے اور اس کے ساتھ خالق کائنات کا مقام و مرتبہ بھی۔ زمین و آسمان سورج چاند ستارے اور سیارے اور دیگر علوم کی سائنسی تحقیقات و تفصیلات سے اللہ کی صفات خلاق مزید صراحت سے سامنے آتی ہیں' اور مذکورہ بالا مقاصد کے حصول میں آسانی دیتی ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ علوم کی انواع و اقسام کے تغیر و تبدل اور ارتقاء کے پیش نظر ایک جدید علم الکلام کی ضرورت ہمیشہ در پیش رہے گی۔ چنانچہ ضروری ہے کہ قرآنی نقطہ نظر سے ان علوم کی متوازن شرح کی جائے۔ اردو کی جدید تفاسیر میں تفسیر عثمانی اور تفہیم القرآن نے اس ضرورت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے جابجا اشارے کئے ہیں۔ جبکہ صاحب تفہیم القرآن نے سائنسی تحقیقات کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ بہر حال علمی' ادبی' فقہی' تفاسیر کے لئے عام طور پر اور سائنسی اور کلامی تفاسیر کے لئے خاص طور پر علوم کائنات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

---

## حوالہ جات


۱۔ سورۃ الفجر' آیت ۷　　۲۔ سورہ الحجر' آیت ۸۰　　۳۔ سورہ الحجر' آیت ۶۷

۴۔ سورۃ الحجر' آیت ۸۷　　۵۔ سورۃ الاعراف' آیت ۱۴۳　　۶۔ سورہ طٰہٰ' آیت ۴۰

۷۔ سورہ القصص' آیت ۲۹　　۸۔ سورہ البقرہ' آیت ۵۸　　۹۔ سورہ یٰسین آیت ۱۳

۱۰۔ سورہ البقرہ' آیت ۲۵۹　　۱۱۔ سورہ البقرہ' آیت ۱۲۶　　۱۲۔ سورۃ الواقعہ آیت ۱۸

۱۴۔ سورۃ الصفت' آیت ۴۵ . . ۱۵۔ سورہ الرحمان' آیت ۷۶　　۱۶۔ سورۃ الغاشیہ' آیت ۱۵

۱۷۔ سورہ الغاشیہ' آیت ۴۵　　۱۸۔ سورہ الحجر' آیت ۴۷　　۱۹۔ فضل کریم' پروفیسر ڈاکٹر' ''کائنات اور اس کا انجام'' (قرآن اور سائنس کی روشنی میں) جنگ پبلشرز' لاہور' اشاعت سوم' دسمبر ۱۹۹۶ء ص ۱۸)　　۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ سورہ البقرہ' آیت ۱۱۷　　۲۲۔ سورۃ العنکبوت' آیت ۲۰　　۲۳۔ سورہ البقرہ' آیت ۱۱۷

۲۴۔ سورۃ الاعراف' آیت ۵۴　　۲۵۔ سورہ ہود' آیت ۷　　۲۶۔ سورہ السجدہ' آیت ۳

۲۷۔ سورہ ق' آیت ۳　　۲۸۔ سورۃ حم سجدہ آیت ۹　　۲۹۔ سورۃ حم سجدہ آیت ۱۰

۳۰۔ عثمانی' مولانا شبیر احمد ''تفسیر عثمانی' (تشکیل جدید)'' ڈاکٹر محمد ولی رازی' دارالاشاعت' کراچی' طبع اول ۱۹۹۳ء جلد دوم ص ۴۹۰۔

۳۱۔ (مولانا عثمانی نے ''دخان'' کا ترجمہ ''دھواں'' کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ ممکن ہے ''دخان'' سے مراد آسمانوں کے مادہ کی طرف اشارہ ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ ''دھواں'' سے مراد مادے کی ابتدائی حالت ہے' جس میں کائنات کی صورت گری

سے پہلے ایک بے شکل منتشر الاجزاء غبار کی طرح فضا میں پھیلا ہوا تھا۔ موجودہ زمانے کے سائنسدان اسی چیز کو سحابیے سے تعبیر کرتے ہیں'' تفہیم القرآن ۱۹۸۵ء جلد ۶' ص ۴۴۴)　　۳۲۔ سورہ حم سجدہ' آیت ۱۲

۳۳۔ سورۃ الفرقان' آیت ۵۹　　۳۴۔ تفسیر عثمانی' جلد دوم' ص ۴۹۱۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں ہے۔ یہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت اور قدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم ہے۔

۳۵۔ سورۃ الملک' آیت ۳' نیز ملاحظہ ہوں سورہ طلاق کی آیت ۲' اور سورہ نوح کی آیت ۱۵

۳۶۔ سورۃ طلاق' آیت ۱۲۔　　۳۷۔ محمد شفیع' مفتی ''معارف القرآن' ادارہ المعارف' کراچی' طبع جدید اکتوبر ۱۹۹۸ء جلد ۱۸

۳۸۔ دیکھئے سورۃ الحج کی آیت ۶۵ اور سورہ الروم کی آیت ۲۵۔　　۳۹۔ سورۃ البقرہ' آیت ۲۲

۴۰۔ سورۃ النساء' آیت ۱۲　　۴۱۔ سورۃ الرعد' آیت ۲　　۴۲۔ سورۃ الحجر' آیت ۱۶

۴۳۔ سورۃ البقرہ' آیت ۲۲' ۱۶۴　　۴۴۔ سورۃ الفرقان۔ آیت ۶۱　　۴۵۔ سورۃ یونس' آیت ۵

۴۶۔ سورۃ انبیاء' آیت ۳۳　　۴۷۔ سورۃ یونس' آیت ۵　　۴۸۔ سورہ رحمٰن' آیت ۵

۴۹۔ سورۃ لقمان' آیت ۲۹　　۵۰۔ سورہ الفرقان' آیت ۴۵

۵۱۔ وحید الدین خان ''اسلام دور جدید کا خالق'' فضلی سنز' کراچی' ۱۹۹۰' ص ۱۱

۵۲۔ ایضاً باب ۲

۵۳۔ ملوک نور باقی' ڈاکٹر' قرآنی آیات اور سائنسی حقائق' انڈس پبلشنگ کارپوریشن' کراچی' ص ۱۲۳

۵۴۔ ایضاً ص ۲۲۵' ۲۳۱　　۵۵۔ کائنات اور اس کا انجام ص ۵۰'

۵۶۔ کائنات اور اس کا انجام ص ۱۳۱　　۵۷۔ کائنات اور اس کا انجام ص ۱۳۱

۵۸۔ کائنات اور اس کا انجام' ص ۱۳۳' ۱۳۴'　　۵۹۔ کائنات اور اس کا انجام' ص ۱۳۵

۶۰۔ سورۃ ناطرہ' آیت ۲۷۔　　۶۱۔ سورۃ انبیاء آیت ۷　　۶۲۔ سورۃ الغاشیہ' آیت ۱۹

۶۳۔ سورۃ النحل' آیت ۱۵۔　　۶۴۔ سورہ الرعد' آیت ۱۲' نیز دیکھئے سورہ الروم آیت ۲۴

۶۵۔ سورۃ الذریات' آیت ۶۱۔　　۶۶۔ سورہ کہف' آیت ۹۶ 'نیز ملاحظہ ہو سورۃ ''سبا'' اور ''الحدید'' کی آیات ۱۰ ' ۲۵

۶۷۔ سورہ الرحمان' آیت ۳۵۔ سورہ کہف ۹۶ 'سورہ ابراہیم آیت ۵۰

۶۸۔ سورہ ال عمران' آیت ۱۳۔ سورہ توبہ' آیت ۳۴ 'سورہ الزخرف' آیت ۳۳

۶۹۔ سورہ ال عمران' آیت ۹۰' سورۃ توبہ' آیت ۳۴ اور سورۃ کہف کی آیت ۱۳'

۷۰۔ سورۃ الحج' آیت ۲۳' سورۃ ناطر' آیت ۳۳۔ سورۃ الرحمان' آیت ۲۲' ۵۸

۷۱۔ سورۃ الرحمان' آیت ۲۲' ۵۸

(قسط نمبر 8) ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، ملتان

# ازدواجی تعلقات اور

# شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات وہدایات

## (تنبیہ الزوجین)

## عورت اور مرد فروغ علم کے راستے پر

**اسلامی نصاب تعلیم:**

اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے آخری وہ مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے، اشاعت اسلام کے متعلق دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ آیئے ہم بہ نظر غائر دیکھیں کہ اسلام علم الاخلاق سے پھیلا یا تلوار سے۔ تعمیر کعبہ کے مکمل ہونے پر حضرت ابراہیمؑ نے پروردگار سے جو دعا کی وہ یہ تھی۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں ایسا رسول بھیج جو ان ہی میں سے ہو، وہ رسول تیری آیات ان کے روبرو تلاوت کرے اور ان کو کتاب و دانائی کی باتیں سکھایا کرے اور ان کو پاک وصاف بنادے۔ (البقرہ۔۱۲۹)

رب العالمین نے قرآن میں اس دعا کی قبولیت کو ایمان والوں کے لئے احسان عظیم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا، جب کہ انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پر خدا کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم بھی دیتا ہے، اور بلاشبہ اسی رسول کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (العمران۔۱۶۴)

خداوند قدوس نے قرآن مجید کی جامعیت نصاب کو اس طرح بیان فرمایا (سورۃ الزمر ملاحظہ کریں)

ترجمہ: ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں دی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں، یعنی اس کتاب میں ہر ضروری بات آگئی، حضورﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کی کوئی ایسی بات نہیں جو میں نے تم لوگوں کو نہ بتادی ہے اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے روک نہ دیا ہو، ان تعلیمات اسلامی کے نصاب کو ہم دیکھتے ہیں تو قرآن کریم میں ہمیں تمام علوم نظر آتے ہیں، جس کے لئے پڑھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا ذہن درکار ہے، دیکھئے قرآن اس میں کیا نہیں ہے۔

علم الاخلاق، علم الانسان، علم طب، علم ریاضی، علم ہیئت، علم نفس وقویٰ، علم الحیاتیات، علم حیوانات، علم منطق، علم

قانون، علم فصاحت و بلاغت، علم تاریخ، علم سیاحت، علم معیشت و معاشرت، علم زراعت، علم سائنس، الغرض تمام علوم قرآں کے احاطے میں ہیں جن سے انسانیت کی راہ نمائی ہوسکتی ہے۔

آپ غور فرمائیں، حضورﷺ سے جب اللہ تعالیٰ کے خصوصی نمائندے کی ملاقات غار حرا میں ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام اللہ کے پیارے رسول سے پہلا لفظ جو کہتے ہیں وہ نصاب علم دین میں کس قدر تابندہ ہے، وہ لفظ یہ ہے ''اقرا'' (پڑھو) اس سے زیادہ آپ کیا ثبوت چاہتے ہیں کہ مذہب اسلام علم، تعلیم و تعلم کو کس قدر حاصل کرنے کو کہتا ہے جو پڑھایا گیا وہ بھی سن لیں۔

ترجمہ: اے پیغمبر آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے۔ جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، آپ قرآن پڑھیے، آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اس نے وہ تعلیم دی جو انسان نہیں جانتا تھا، لیجئے صاحب پہلی ہی آیت جو نازل ہوئی اس میں نظام تعلیم (Educational Policy) کی ہدایت اور جنیاتی حیات (Embryo Logy) کی ترکیب بتادی گئی، سوچیں یہ علم نہیں تو اور کیا ہے

## علم کیا چیز ہے:

متکلمین اسلام (ماترید) کی رائے یہ ہے کہ علم ایک صفت ہے جو دل کے اندر ودیعت کی گئی ہے۔ جب ضروری پائی جائیں تو یہ انجلاء اور انکشاف کی کیفیت پیدا کردیتی ہے، اس کی مثال قوت باصرہ کی سی ہے، جو آنکھ کے اندر رکھی گئی ہے، فلسفہ کا خیال ہے کہ علم ''حصول صورۃ'' یا ''صورۃ حاصلہ'' کو کہتے ہیں، متکلمین کی رائے میں علم موجود اور معدوم دونوں کے ساتھ متعلق کیا جاسکتا ہے، علم کی اچھائی یا برائی معلوم کی اچھائی یا برائی پر موقوف ہے۔

چنانچہ اخلاقیات کا علم پسندیدہ سمجھا جائے اور قمار بازی کا علم برا مانا جائے، علم وہ ہی علم کمال سمجھا جائے گا۔ جو اس عمل کی طرف راہنمائی کرے گا اور جو رضائے الٰہی کے حصول کا سبب بنے گا، اگر ایسا نہیں تو یہ سب علم، علم کمال نہیں علم وبال کہلائے گا، حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ یعنی عمل کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے، مگر جب ان اعمال کے اجر و ثواب عطا کرنے کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، پھر تین علم ایسے ہیں کہ ان پر اجر وثواب جاری رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے ہر دور میں لوگ مستفید ہوتے رہے (۳) صالح اولاد جو والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کو جو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہوئی، وہ محض علم کی ہی نہ تھی، بلکہ علم کے ساتھ عمل کے اشتراک کی وجہ بھی تھی، اور وہ ان کا جذبہ بندگی، اظہار عبودیت اور انکسار تھا، جس کا اظہار انہوں نے اس وقت کیا جب ان کی تعلیم دی گئی، (ملاحظہ کریں آیات ۳۱ تا ۳۵ البقرہ) جس میں آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے علم نہیں ماسوائے اس علم کے جو اللہ نے مجھے

سکھایا' بہر حال آدم علیہ السلام نے فرمایا' مجھے علم نہیں ماسوائے اس علم کے جو اللہ نے مجھے سکھایا' بہر حال آدمؑ کا وہ علم جس کے ساتھ عمل بھی شامل رہا ملائکہ پر ان کی فضیلت اور استحقاق خلافت کا سبب بنا اور جو علم' علم خیر کا موجب بنے اس کی فضیلت قرآن اور حدیث میں بکثرت بیان کئے گئے ہیں ۔امام مالکؒ اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا نوافل میں مصروف رہنے سے بہتر ہے اور امام احمدؒ نے علم سب پر افضل قرار دیا (قاموس القران ۔صفحہ ۳۶۸)

حضورؐ جب دنیا سے رخصت ہو رہے تھے فرمایا کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ علم کا دروازہ ہے''

ابوداؤد میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''جو شخص علم کی طلب کرنے کے لئے اس راستہ پر چلتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر لے جاتا ہے اور فرشتے اس طالب علم کیلئے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں۔

پس اس میں شک نہیں کہ اسلام' علم سے پھیلا' پہلے دن سے آج تک اسلام میں علم کو سر بلندی حاصل رہی۔اللہ تعالیٰ خود بہترین علم رکھنے والا ہے' اور علم والوں کو پسند کرتا ہے' ہم سب کا فرض ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہر شخص عمدہ علم سے فیضیاب ہو' قرآن کہتا ہے کہ ''کیا تم کو خبر نہیں کہ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا علم اللہ کو ہے'' (المجادلہ ۔ص ۷۰)

پس علم کا حصول ہمارا فرض ہے' جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

''جو اللہ کی رضا کے سوا دنیاوی اغراض کیلئے علم حاصل کریگا' اللہ تعالیٰ اسے جنت کی خوشبو سے محروم کر دے گا''

## نیک عمل کیا کرو:

قرآن صاف صاف کہہ رہا ہے کہ نیک عمل کیا کرو' ملاحظہ فرمائیے:

''جو کوئی نیک عمل کرے گا' اپنے ہی لئے کرے گا' جو کوئی برائی کرے گا' وہ آپ ہی اس کا خمیازہ بھگتے گا'' (الجاثیہ' ۱۵)

نیک اعمال کا تعلق نیک علم سے ہے' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے' کہ وہ کون سے علوم ہیں' جن کو قرآن وسنت میں حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا اور دین سیکھنے کا نبویؐ اور فطری طریقہ ضروری قرار دیا گیا۔

دین کی تعلیم و تعلم اور دین کی خدمت و اشاعت کو مسلمانوں کی زندگی کا لازمی جزو قرار دیا گیا۔

دین کے لئے عمل جدوجہد' سعی و عمل کو فروغ دینے کے لئے ہر مسلمان کو دین کا علم سیکھنا الزام قرار دیا گیا۔

اشاعت دین کی سر بلندی کے لئے گھوڑ سواری' شمشیر زنی' نیزہ بازی' تیر و تفنگ کی تربیت حاصل کرنے کا علم ضروری ہے' مگر واضح رہے کہ آج کل ان علوم کا نعم البدل یعنی' مشینی سواریاں' مشینی آلات' جدید آلات حرب کا استعمال کے علاوہ' جنگی فنون' جدید اسلحہ بندی کا علم ضروری ہے۔

ان تمام علوم جدیدہ میں طب و جراحت (میڈیسن' سرجری' بجلی کی شعاؤں سے علاج' ڈائیتھرمی) جدید تعمیراتی اسالیب' جدید آلات حرب و ضرب وغیرہ شامل ہیں جن سے امت مسلمہ ہی کی نہیں بلکہ ہر انسان بلاتفریق مذہب وملت کی

خدمت ہو سکے مگر ان میں وہ علوم جن میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تعلیم نہ ہو شامل نہیں، مثال کے طور پر:

فن موسیقی، فن گلوکاری، فن اداکاری، رقص و سرود جن سے بے غیرتی، شوریدگی، اور فحبہ گری پروان چڑھے۔

علوم دست شناسی، ستاروں سے قسمت بتانا، علم جوتش، علم رمل، جن سے علوم خداوندی مین دخل اندازی ثابت ہو

ایسے علوم جن کو حاصل کر کے چادر اور چار دیواری سے نکل کر زینت ممبر و محفل بنے، خانہ سازی کی بجائے خانہ خرابی کا موجب بن جائے۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

اللھم انی اسئلک علماً نافعاً و اعوذ بک من علم لاینفع''

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مفید علم عطا فرمانے کا خواستگار ہوں اور علم غیر مفید سے تیری پناہ چاہتا ہوں'

یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے خداوند قدوس علم نافع کی درخواست فرمائی اور علم غیر نافع سے پناہ چاہی۔

## حصول علم اور عورت:

اس عہد میں یعنی گزشتہ نصف صدی کے دوران عورت کے صحیح مقام کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہوتا جا رہا ہے، دراصل عورت کی گھریلو ذمہ داریاں اس قدر ہوتی ہیں کہ ایک شریف اور صالح عورت ان سے بہ آسانی عہدہ برا ہونے کے بعد بہت کم وقت پاتی ہے جو کہیں آنے جانے میں صرف کر سکے، مگر موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ (میڈیا) نے بہت کم عورتوں کو اس قابل چھوڑا ہے کہ وہ اسالیب نفس مطمئنہ کی پروردگی صحیح طور پر کر سکیں، پاکستان میں لیاقت علی خان مرحوم کے ز ا۔نے بیگم لیاقت علی خان نے خواتین کو گھروں سے باہر لانے کا پہلا تجربہ کیا، قوم قطعاً اس کے زیر و بم، نفع و نقصان سے آگاہ نہ تھی ، مگر پھر بھی اس کے خلاف پاکستانی قوم کے اندر شدید ردعمل پیدا ہوا، ایوب خان اسلامی ذہن ضرور رکھتے تھے مگر سیاسی نشیب و فراز میں چلنے کے لئے مغرب پرستی کی روش اختیار کر لی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خاندانوں پر اقتصادی اور سماجی دباؤ بڑھتا گیا، اور لڑکیوں اور عورتوں کو زندگی کی عملی دوڑ یں ان سیاسی خاندانوں کے مردوں نے حصہ لینے کے لئے، کچھ مردوں نے خود کو ''پاپولر'' کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا، جو عورت ایک مرتبہ گھر سے باہر نکلنے کا مزا چکھ لے ہمارا تجربہ یہی ہے وہ کبھی چار دیواری میں نہیں رہ سکتی، اس کا دم گھٹنے لگتا ہے، ذوالفقار علی بھٹو تو خیر جیسے تھے سب کو معلوم ہے۔ ان کی آزاد خیالی، شراب نوشی، آزادانہ روش نے اور روشن روشن صورت اختیار کر لی۔ دوسرے فوجی صاحب اقتدار ضیاء الحق آئے تو سیاست چمکانے کے لئے عورتوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں ایک باوقار مقام دینے کے آرزو مند نکلے، وہ کہتے تھے کہ ملک کی آدھی آبادی کو غیر تعلیم یافتہ اور پس ماندہ رکھ کر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا، عورتوں کو خوب علم سکھایا گیا، انہوں نے پہلی مرتبہ پہلے ''ویمن ڈویژن'' پھر ''ویمن کمیشن'' قائم کیا، اس کے علاوہ بلدیاتی نظام کے اندر خواتین کو نسلروں کے لئے بطور خاص گنجائش پیدا کی، صوبائی اسمبلیوں اور قومی

اسمبلی میں خواتین کی نشستیں زیادہ تعداد میں رکھ دیں۔

اس جذبے کی تو ہر کوئی قدر کرتا ہے کہ خواتین کو قومی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے' مگر یہاں اختلاف کی بڑی گنجائش موجود ہے کہ قومی تعمیر میں ایک خاتون گھر میں رہ کر بھی حصہ لے سکتی ہے یا اس کے لئے دردمند دل کے ساتھ گھر سے نکلنا ضروری ہے۔ پھر خاتون خانہ کی حیثیت سے غیر شہروں میں قیام کرنا' میٹنگوں' کانفرنسوں میں شرکت کے دوران غیر مردوں کے ساتھ نشست و برخواست' ہوٹلوں میں رات گئے تک تنہائی میں پارٹی ممبروں سے ملاقاتیں' اخلاقی قدروں کی پامالی ان کے شوہر اور ماں باپ بغیر کسی مالی منفعت کے کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

ضیاء الحق خواتین کے معاملات میں بہت گہری دلچسپی لیتے رہے اور ان کیلئے باقاعدہ ادارے قائم کرتے رہے کہ شاید یہ سب اس لئے کیا کہ لوگ ذوالفقار علی بھٹو کو بھول جائیں' اور خواتین جو بھٹو کا دم بھرتی تھیں' ضیاء الحق کے خلاف محاذ نہ بنالیں' بہرحال اس شخص نے خواتین کو اپنے طویل دور میں زیادہ بااختیار کردیا' جو یہ سمجھتی رہیں کہ اسلام ان کی آزادی اور ان کے حقوق کے خلاف ہے ان میں زیادہ تر ایسی تھیں' جن کی زندگی کا اسلوب اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی حدود سے بے نیاز تھا' ان کے لب لہجہ میں مغربی تہذیب کی آن بان تھی' اس طرح اسمبلیوں میں خواتین کے لئے انتخاب کا جو طریقہ رائج ہوا اس کے ذریعہ بھی زیادہ تعداد میں وہی طبقہ آگے آیا جو من پسند طبقہ کے حلقوں میں اٹھتا بیٹھتا تھا' جن کے معاشی اور اقتصادی تعلقات بیوروکریسی یا دیرینہ سیاسی کرسیوں سے تھے۔

جنرل صاحب خود کو اسلام پرست ثابت کرنے کے لئے اپنے سینکڑوں دوستوں' صحافیوں' ہم خیالوں اور چمچہ برداروں کو ساتھ لے کر سرکاری خرچ پر عمرے کرتے رہے' پاکستان میں یہ رسم (سرکاری اخراجات پر عمروں کی) اس ہی نے ڈالی کہ آپ کی جیب پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال کر سرکاری عمرے کرتے رہے' اس کے بعد تمام حکمرانوں نے اس بدخصلت سنت کی دل کھول کر پیروی کی۔ اگر حساب لگایا جائے تو یقیناً آج تک تمام حکمرانوں نے عمروں پر سرکاری روپیہ اس قدر خرچ کیا کہ اس رقم کو پاکستان کے قرضے اتارنے میں خرچ کرتے تو پاکستان مقروض نہ رہتا۔

ضیاء الحق خود کو گو اسلام پسند ظاہر کرتا تھا' مگر حساب کرلیں کہ ان کے دور میں اسلام سے برگشتہ خواتین کتنی زیادہ طاقتور ہوگئیں اور انہیں عورتوں کی حالت سدھارنے کی بجائے اپنے تصورات' اپنا نام گرامی' اپنی کرسی اقتدار' اپنی قیادت چمکانے کا زیادہ شوق تھا' یہی وجہ تھی کہ جہاں بھی اسلام کے حوالے سے کوئی بات ہوتی' خواتین اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتیں' ایک مرتبہ قومی اسمبلی میں جہاں تک مجھے یاد ہے مولانا گوہر رحمان نے ایک حدیث بیان کی تو عورتیں اسی کے خلاف سراپا احتجاج بن گئیں اور واک آؤٹ کرنے لگیں' جب ایک بار محترمہ نثار فاطمہ نے کہا کہ ہم اسلام کے مطابق عمل کریں گے جو خواتین نے غل مچادیا کہ یہ ہماری نمائندہ نہیں ہے۔ نام نہاد اسلام کے علمبردار ضیاء الحق نے جس قسم کا اسلام پھیلایا

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے مرتے ہی اسلام کا معجزہ ختم ہوگیا۔ اور مغربی دلدادہ بے نظیر حکمران بن گئی۔ پھر نواز شریف کا دور آیا۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر شعبہ میں اسمبلی سے لے کر پولیس تک میں عورتیں بھرتی ہوگئیں، خواتین کو بے ڈھنگے حقوق نسواں کی کھلی چھوٹ مل گئی جو اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔

سب تو نہیں مگر وہ نمائندہ خواتین جن پر امریکہ کا رنگ زیادہ چڑھا ہوا ہے، وہ جوش غضب میں خدا اور اس کے حبیب ﷺ کے مدمقابل آنے سے نہیں چوکتیں، یہ خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس قدر دیدہ دلیری اسلام کے ابواب میں ناقابل برداشت ہے، کیا پھر ایک غازی علم الدین کی ضرورت ہے۔ اسمبلی میں خواتین ممبروں کی فہرست دیکھئے جو زیادہ تر بہو بیٹیاں، بھانجیاں اور رشتہ دار کن صاحبان کی ہیں۔ غور فرمائیں! ان ہی پروفیشنل سیاست دانوں کے نام ملیں گے جو کرسی اقتدار پر وقت گزار چکے ہیں۔

ہر صاحب فہم اور ذی شعور مرد، عورت کی صلاحیت کو جلا دینے کے حق میں ہے، لیکن خواتین کے چھوٹے سے گروہ نے جس انداز میں اسلامی اقدار کا مذاق اڑا رکھا ہے، اس کے نتائج خود اس کے حق میں آخر کار بہت برے ہوں گے۔ خواتین کا ایک بہت بڑا طبقہ جو اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان رکھتا ہے آج بھی خدا کا شکر ہے، ان بے پردہ، بے حجاب، بازو کھلے، گریبان دراز خواتین سے حد درجہ نالاں ہے۔ جو غیر مردوں سے مصافحہ کرنے، بے تکلفی سے اسمبلی، ہوٹلوں اور گیلریوں کے گوشوں میں مردوں سے کھسر پھسر کرتی رہتی ہیں، چنچل اور بے نقاب انداز سے ٹی، وی پر گفتگو اور مکالمات، اخبارات اور رسائل میں دلکش فوٹو کے ساتھ انٹرویو دینے کا انہی خواتین کا حق ہے اور ان کے شوہروں کی قابل برداشت ہمت قابل صد تحسین ہے، لاکھوں شریف خانہ دار خواتین ان تمام صفات سے محروم ہیں اور گھروں میں رہ کر اپنے شوہروں اور بچوں کی دیکھ بھال، پرورش و تربیت۔ انہی لائنوں پر کرتی رہتی ہیں، جن پر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا ؓ خاتون جنت اپنے شوہر اور بچوں کی پرورش و تربیت کرتی رہیں، مگر مشکل یہ ہے کہ یہ گل بہار خواتین محافل میں اپنی خوش طبعی اور خندہ ذہنی سے ذرائع ابلاغ کے ذرائع استعمال کرتی رہتی ہیں، جبکہ ایک خانہ دار خاتون کے پاس اپنے اظہار خیالات و عزائم کے لئے ذرائع مفقود ہیں جس کی وجہ سے ان کی رائے سے عوام بہرہ ور نہیں ہوتے۔ حالانکہ اس دور میں خواتین کی کثرت ان ماڈل مغرب زدہ خواتین کو دبے لفظوں میں ''بے شرم'' کہتی رہتی ہیں۔

## عورت کس مقام پر ہے:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے تہذیب و تمدن کے ہر دور میں انسانی افکار اور کردار پر اثر کیا، اسلام نے روحانیت اور اعلیٰ اخلاق کے اقدار کا ایسا مضبوط اور ہم آہنگ نظام قائم کیا ہے جس نے صدیوں تک انسانیت کی راہنمائی اور اقامت کا فریضہ انجام دیا۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ اسلام سے پہلے تمام روئے زمین پر شخصی حکومتیں بالکل مطلق العنان ہوتی تھیں، تمام اختیارات بادشاہ یا راجہ کو حاصل ہوتے تھے اسلام نے پندرہ سو سال پہلے ہی جمہوریت کے عملی قیام سے ان دونوں رکاوٹوں (جدی حکمرانی اور مفقود علاقہ پر حکمرانی) کو مساوات انسانی اور حریت فکر کی تعلیم دے کر ختم کر دیا۔

اسلام نے ہی تمام انسانوں کو ایک ہی جوڑے کی اولاد قرار دے کر مساوات انسانی کا درس دیا' ملاحظہ فرمائیے قرآن کیا کہتا ہے:

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور ذاتیں بنائیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو' بے شک تم سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (الحجرات ۔۱۳)

یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اسلام سے پہلے تمام مذاہب میں عورت کا مقام انتہائی پست تھا' ہندو اور بدھوں میں عورت اپنے شوہر کے پیر صبح اٹھ کر چومتی تھی' اہل عرب اپنی عورتوں کو پاؤں کی جوتی سے بھی کم وقعت دیتے تھے۔

عیسائیت میں عورت کا جائیداد پر کوئی حق نہ تھا' اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا کوئی ٹھکانا نہ تھا' اسلام نے معاشرتی نظام زندگی سنوارنے کے لئے طبقاتی تقسیم ختم کر کے عورت کے مقام کو بلند کر دیا' قرآن نے صاف کہا۔

(البقرہ) ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف

ترجمہ: جس طرح عورتوں کے فرائض ہیں اسی طرح ان کے حقوق ہیں۔

اسلام کی اس ہی تعلیم نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور میں جگہ حاصل کی۔ یہ اقوام متحدہ کی پہلی ہی دفعہ میں ہے' کہ تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہیں' اس لئے انہیں بھائی چارہ کا سلوک کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم و عقل کی نعمت دے کر اپنا نائب بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور دنیا میں اس کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا فریضہ اس کی ماں (عورت) کے سپرد کر دیا۔ تا کہ وہ ہی اسکی ذہنی اور دماغی قوتوں اور صلاحیتوں کی حفاظت ونگرانی کرے' اس حقیقت سے نہ صرف علم کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے بلکہ عورت کی فضیلت بھی متشکل ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ انسان کی جتنی تعلیم وتربیت خالق نے ضروری سمجھی اتنی ہی عورت کے سپرد کر دی' مرد کو ابتدائی تعلیم وتربیت کا اہل نہیں بنایا' اگر مرد کے خیال کے مطابق عورت قطعاً ناقص العقل ہوتی تو پوری نوع انسان کی ابتدائی تہذیب وتربیت عورت کے سپرد نہ کی جاتی۔

## عورت کی حکومت:

مرد میں محافظت ونگرانی' تدبیر وتدبر' حوصلہ و دانشمندی کی صفات فطری طور پر عورتوں سے زیادہ ہوتی ہیں' اور

عورت میں چونکہ قوت فکر ونظر' قوت فیصلہ وتحفظ کم ہوتا ہے' بایں وجہ اللہ جل شانہ نے اس کی ولایت وحکمرانی کو مرد کی نگرانی میں ایک خاص حد تک محدود رکھا ہے' اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ فضیلت اس کے سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہے' ملاحظہ فرمائیے۔بما فضل الله بعضهم على بعض (النساء۔۳۳)

حضورﷺ کی ایک حدیث مقدمہ ہے:

ترجمہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیئے۔(بخاری' نسائی)

شریعت مطہرہ کی رو سے عورت کی حکومت ولایت صحیح ہے یا نہیں' آج کل بالخصوص اسلامی ممالک میں زیر بحث ہے' اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اگر کوئی قوم یا قبیلہ عورت کو اپنا حاکم بناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قانون فطرت اور منشا خداوندی کی خلاف عمل کرتا ہے' اور قانون فطرت' منشا خداوندی کے خلاف عمل کرنے والوں کو بالآخر ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

چنانچہ سرور کائناتﷺ کے دور مبارک میں جب اہل فارس نے ایک عورت کو مطلق العنان فرمانروا بنالیا تو آپﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے حکومتی معاملات عورت کے سپرد کر دیئے' ان باتوں سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ شریعت نے عورت کو صرف محکوم یا لونڈی بنانے کا حکم دیا ہے' بلکہ اسلام نے اس کی عقل کی پہنچ اور استطاعت کے مطابق اسے بھی ولایت وحاکمیت کا حق عطا کیا ہے' حضورﷺ نے فرمایا'' تم میں سے ہر ایک دوسرے پر حاکم ہے اور والی ہے' ہر ایک سے قیامت کے دن اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پھر عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے شوہر کے مال' اور اولاد کی والی اور راعی ہے' قیامت کے روز اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا' اس کے علاوہ عورت کو گھر کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی عورت کو والی قرار دیا گیا۔ وہ اپنے شوہر کے مشورے سے اور اجازت سے گھر کی ذمہ داری' ترمیم وتنسیخ کرسکتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے عورت کو چراغ خانہ بنایا ہے اور ہر اس موقع محل سے اجتناب کی تاکید کی ہے جس سے وہ شمع محفل بن جائے۔

## عورت کی ذمہ داری:

قرآن اس بارے میں کیا فرماتا ہے:

وقرن في بيوتكن و لا تبرجن تبرج الجاهلية (الاحزاب۔۳۳)

یعنی باہر کے کام مردوں کے سپرد کر کے تم گھروں میں بیٹھی رہو' اور تدبیر منزل کے فرائض انجام دو۔

خصات' رضاعت' ولایت فی الدار کی ذمہ داری تم پر ہے' اس کو سنبھالو' اور زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح سے پردہ سے نکل کر اپنی دنیا وعاقبت خراب نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس واسطے پردہ کا حکم نازل فرمایا۔ اس کی مخالفت کرنے پر بہت سخت وعیدیں صادر فرمائیں۔ عورت کی فطرت، عورت کی جبلت اور اس کی نسوانی جذبات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ گھر کے اندر بیٹھے اور خانہ داری کی دیکھ بھال کرے اور تدبیر منزل کے مسائل میں مرد کا ہاتھ بٹائے اور اس کی مدد و معاون ثابت ہو۔

جو عورت تکبر اور ذاتی انا کے بل بوتے پر اپنے دائرہ سے باہر نکلتی ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتی ہے، اور قانون فطرت سے انحراف کی مرتکب ہوتی ہے۔

جو شخص قانون فطرت سے ہٹ کر منشاء خداوندی کے خلاف عمل کو حرزِ جان بناتا ہے، وہ فلاح و کامیابی، ترقی و کامرانی کی راہ سے ہٹ جاتا ہے، جو لوگ رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی کی مثالیں دیتے ہیں وہ تاریخ پڑھیں کہ ان کا کیا انجام ہوا۔ آپ خود سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کسی عورت کو نبوت و رسالت کے منصب پر فائز نہیں فرمایا۔

بعض معاملات میں تو نص قطعی کے ساتھ ثابت ہے کہ عورت مرد کے برابر نہیں ہوسکتی، چنانچہ گواہی (شہادت) کے معاملہ میں صاف صاف خداوندی تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

ترجمہ: ''پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کر ڈالو، اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلادے۔''

قانون شہادت میں شرعی نقطہ نظر یہ ہے کہ دو مرد گواہی دیں اگر دو موقع پر موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں مل کر شہادت دیں یعنی دو عورتوں کی شہادت کی ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دیا گیا، اس مسلئے سے اندازہ فرمائیں کہ جو عورت گواہی کے معاملہ میں شرعی رو سے ایک مرد کے برابر نہیں تو کیا وہ مردوں کی پورے ملک کی نگران ہوسکتی ہے؟ اور شریعت کیسے اجازت دے سکتی ہے کہ ملک کا نظم و نسق سنبھالے، اور حکومت کی کرسی پر بیٹھے، ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ: ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس قوم نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کردیئے'' (بخاری، نسائی)

اکثر پاکستانی خواتین اسلامی نظریہ حیات سے قطعاً الگ تھلگ ہو کر اپنی صنفی خصوصیات کو ترک کرکے کتاب و سنت پر عمل کرنے سے بیزار ہوتی جارہی ہیں، ان کی سرگرمیوں میں سیاسی سطح پر مفادات، مصلحتیں یہاں ایک نئی نسل کو لادینیت کے قریب تر کردیں گی، پاکستان میں ہر طبقے کے حقوق کا اسلامی احکامات کے مطابق تحفظ ضرور ہونا چاہیے، لیکن اس کے ساتھ اسلامی جمہوری فرائض کا ابلاغ بھی بے حد ضروری ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام پوری زندگی کو عدل و مساوات کی راہ دکھاتا ہے۔ ع

خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی

---

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

# عباد الرحمٰن کے اوصاف

## عفوودرگزر اور تواضع وعبدیت' دلچسپ حکایات اور حیرت انگیز واقعات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماانقصت الصدقة من مال وما زاد اللہ بعفو الا عزا وماتواضع احد للہ الا رفعه اللہ (مسلم)

محترم بزرگو! مذکورہ حدیث کے ضمن میں گزشتہ خطبات کے دوران صدقات کی اہمیت وفضیلت اور دنیا وآخرت میں صدقہ کے اثرات کا بحث ہو چکا آج حدیث طیبہ کے دوسرے حصہ عفوودرگزر کے بارے میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا اللہ جل مجدہ مجھے کما حقہ بیان اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی ہمت وطاقت نصیب فرمادیں۔

اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت عائشہ سے ایک سائل نے حضورؐ کے اخلاق کے بارہ میں سوال کیا تو فرماتی ہیں' کان خلقہ القرآن' یعنی اخلاق حسنہ کی جو کمیت اور کیفیت قرآن میں الفاظ کی شکل میں موجود ہے وہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں عملی صورت میں موجود تھا اگر امت کو غریبوں اور فقراء کی امداد واعانت کا حکم دیا تو پہلے خود اس پر عمل کیا۔ اگر دوسروں کو دشمنوں اور زیادتی کرنے والوں کو معافی کی تلقین کی تو پہلے خود اپنے قاتلوں اور دشمنوں کو معاف کر کے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا' جنہوں نے آپ کے محبوب ترین چچا حضرت حمزہؓ کو بے دردی سے شہید کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ غزوہ احد میں آپ پر تیر برسا کر دندان مبارک شہید کئے۔ طائف میں پتھروں کی بارش سے آپ کا بدن مبارک خون سے لہولہان کر دیا گیا۔ اقتدار میں آکر بھی کبھی ان سے بدلہ لینے کا ارادہ تک نہ فرمایا' سواری کے لئے شدت احتیاج کے باوجود خود پیدل اور سواری کمزور کو دے کر خود پیدل چل پڑے۔

عباد الرحمٰن: سورۂ فرقان کی آخری آیات وعباد الرحمان الذین یمشون علی الارض هونا و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما سے آخر سورۃ تک

''اور رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور بے علم لوگ جب ان کی اپنی سی بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں معلوم ہے۔'' اور کلام پاک کے اور کئی آیات میں نیکی اور اخلاق حسنہ کی جن جن قسموں کو ذکر کیا گیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام آیات میں ذکر کردہ اخلاق وعادات کے بہترین اور مکمل نمونہ تھے۔

سیدنا ابوبکر کا ایک واقعہ: پیغمبر انقلاب ؐ کی تمام زندگی عفوودرگزر کی تلقین اور اس پر خود عمل پیرا ہونے کے اقوال وافعال سے بھری پڑی ہے' اس ایک واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدی کا جواب بدی سے دینے کی

بجائے بدی کے جواب میں عفو کو روبہ عمل لانے کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔

عن ابی هريرة ان رجلاً شتم ابابكر و النبي صلعم جالس يتعجب و يتبسم فلما اكثر رد عليه بعض قوله فغضب النبي صلعم و قام فلحقه ابو بكر و قال يارسول الله كان يشتمني و انت جالس فلما رددت عليه بعض قوله فغضبت و قمت قال كان معك ملك يرد عليه فلما رددت عليه وقع الشيطان ثم قال يا ابا بكر ثلث كلهن حق مامن عبد ظلم بمظلمة فيغضي عنها لله عزو جل الاغز الله بها نصره' الخ (روا)

ترجمہ: ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلعم کی موجودگی میں ایک آدمی نے ابوبکرؓ کو گالیاں دینی شروع کر دیں حضورؐ اس کی بری بھلی باتوں کو سن کر حیرت کرتے ہوئے مسکراتے رہے حتی کہ وہ شخص گالیاں دینے میں حد سے گزر گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر حضورؐ ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ کر روانہ ہوئے' ابوبکرؓ بھی اٹھ کر حضورؐ کے پیچھے چل پڑے اور خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ شخص مجھ کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو آپؐ وہاں بیٹھے رہے۔ جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے اسکی وجہ کیا ہے۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش رہے تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو تمہارا دفاع کے طور پر اسے جواب دیتا رہا' مگر جب تم نے جواب دینا شروع کر دیا یعنی نفس کی خواہش کو بھی معاملہ میں دخل دے دیا تو شیطان درمیان میں آ ٹپکا۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں اور وہ حق ہیں ایک وہ بندہ جو کسی کی زیادتی کا بلاوجہ شکار ہوا اور وہ محض اللہ کی رضا اور اسکے ثواب کی طلب کی خاطر نہ کہ اپنے عجز کی وجہ یا دکھانے کیلئے اس ظالم سے چشم پوشی کرتا رہے یعنی اس سے درگزر کر کے بدلہ لینے کی خواہش ترک کر دے تو اللہ اس عفو و معافی کے بدلہ اس بندے کو مزید مضبوط اور قوی و معزز بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے جزاء سیئتہ سیئتہ مثلھا کے بموجب رخصت واجازت پر عمل کرتے ہوئے اس کی بعض نامناسب باتوں کا جواب اس کے انداز میں دیا جو کہ ایک عام مسلمان کے لئے تو روا کے درجے میں ہے مگر خواص اور مقربین کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے کہ وہ جائز کے مقابلہ میں عزیمت پر عمل پیرا ہوں اور یہاں پر عزیمت جزاء سیئتہ سیئتہ مثلھا کے بعد فمن عفا و اصلح فاجرہ' علی الله ہے یعنی برائی کا بدلہ برائی کی مثل لیا جاسکتا ہے' لیکن جو شخص درگزر کر کے اصلاح کی روش اختیار کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے جو کہ بدی کا جواب بدی سے دینے والے شخص سے بڑا مرتبہ و مقام ہے' چونکہ ابوبکرؓ مقام صدیقیت کے مرتبہ کمال پر فائز تھے اس لئے حضورؐ کو ان کی شان صدیقیت کے مرتبہ کے مطابق اس کا اس شخص کی بعض باتوں کا جواب دے کر جزوی بدلہ لینا بھی پسند نہ آیا اور ناراض ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور پھر شیطان کے درمیان میں کودنے کا فرما کر تنبیہ کر دی کہ جب کسی معاملہ میں بنی نوع انسان کا ازلی دشمن شیطان کود پڑے تو پھر اس سے تو خیر اور اصلاح کی توقع ہی عبث' وہ بے حیائی اور گناہ پر اکسانے' برانگیختہ کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے۔

جب انتقام پر قادر ہو اور بدلہ نہ لے: پھر ایک اور مقام پر انتقام پر قادر ہو کر بدلہ نہ لینے والے شخص کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال موسیٰ ابن عمران علیہ السلام یارب من اعز عبادک قال من اذاقدر غفر (رواہ البیھقی)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ ابن عمران نے عرض کیا' میرے پروردگار تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے پروردگار نے فرمایا جو قادر ہونے کے باوجود عفوو درگزر کرے''

یعنی ظالم سے اپنے پر کئے کی زیادتی کا بدلہ لینے پر قادر ہو کر بھی اللہ کی خوشنودی کیلئے عفو سے کام لے کر بدلہ نہ لینے شخص اللہ کے ہیں معزز ترین بندہ ہے' چونکہ حضرت موسیٰؑ پر بھی جلال کا غلبہ تھا تو رب العالمین نے بھی اس ارشاد کے ذریعے اسے تلقین کی کہ اپنی طبیعت کے برعکس عفوو درگزر کا ہتھیار استعمال کر کے اپنے لئے بلند مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سیدہ عائشہ کی شہادت: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سید الکائناتؐ نہ تو پیدائشی اور طبعی طور پر فحش گو تھے اور نہ قصداً فحش گوئی کرتے تھے اور نہ بازاروں میں عام لوگوں کی طرح شور مچانے والے تھے جیسے کہ بازاری لوگوں کی عادت ہوتی ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ برائی کرنے والے کو دل سے معاف کر دیتے تھے اور معاملات میں اس سے معاملہ درگزر اور معافی کا فرماتے تھے' اپنی ذات کے لئے اور طبعی خواہش کی تکمیل کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے ہاں اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو' اور کوئی اس حکم کو حلال ٹھہرانے کی کوشش کرتا یا حلال کو حرام جانتا تو اللہ کے حکم کے پیش نظر اس کو پھر سزا دینے سے ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔

عفوو درگزر کی مثالیں: آپؐ نے اپنے کردار و گفتار سے عفوو درگزر کی وہ مثال قائم کی کہ سخت سے سخت دل کافر بھی ان کے سلوک کے سامنے برف کی طرح پگھل کر اسلام کی پناہ گاہ میں آجاتا' اسلام لانے سے پہلا ابوسفیان نے آپ کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں ہر حربہ استعمال کیا' غزوہ بدر سے لے کر فتح تک کفار کے خلاف حضورؐ نے جتنی لڑائیاں لڑیں ان سب میں ابوسفیان کا بالواسطہ یا براہ راست عمل دخل تھا مگر فتح مکہ کے موقع جب وہ گرفتار ہو کر خدمت اقدس میں پیش کئے گئے' حضرت عمرؓ نے گزشتہ تکلیف دہ جرائم کی پاداش میں اس کے قتل کا ارادہ کیا مگر آپ نے منع فرمایا' نہ صرف قتل سے عمرؓ کو منع فرمایا بلکہ اس کے گھر کو امن وامان کا حرم بنایا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کا بھی قصور معاف ہوگا' اگر ہم دنیا کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو کیا کسی فاتح و غالب آنے والے جرنیل نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ عفوو درگزر کی ایسی مثالیں پیش کیں ہیں۔

ایک یہودی سے حسن سلوک: ایک یہودی اپنا قرضہ حضورؐ سے وصول کرنے آتا ہے شتے ہی انتہائی گستاخی اور بے رحمی سے آپ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچی اور کہتا ہے کہ اے بنی عبدالمطلب ''تم بڑے نادہندہ ہو'' حضرت عمرؓ موجود تھے' اس کی اس ناشائستہ حرکت پر ان کو غصہ آیا اور اسے سخت سست کہنے لگے آپ مسکراتے رہے' اور فرما رہے تھے اے عمر میں اور یہ یہودی دونوں اس کے سوا ایک اور ہی بات کے آپ کی طرف سے محتاج تھے تم مجھے حسن ادا کا

مشورہ دیتے اور اسے حسن تقاضا کا۔اس کے بعد آپ نے یہودی سے فرمایا کہ تیرے ساتھ قرضہ کی ادائیگی کا جو وقت مقرر ہو چکا ہے تو ابھی اس مقررہ مدت میں تین دن باقی ہیں مگر اس کے باوجود بھی آپؐ نے اس وقت قرضہ ادا کر دیا بلکہ بیس صاع غلہ اسے زیادہ صرف اس وجہ سے دیا کہ حضرت عمرؓ نے اسے سخت سست کہا تھا۔

قربان جایئے ایسے مرشد اعظم سے عفوو درگزر کا درس دینے کے ساتھ ہی خود اس پر عمل پیرار ہے اور اس کے ازلی اور جان کید شمن بھی اس کا جذبہ عفو تحمل کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے اور اپنے جانثار صحابہؓ پر تو ایسا اثر چھوڑا کہ درگزر پر عمل کا موقع جب آتا تو اپنے نفس ہی کو بھول جاتے۔

**حضرت علیؓ کا ایک دلچسپ واقعہ:** ایک جنگ میں حضرت علیؓ اپنے دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھے اسے قتل کرنے کے قریب تھے کہ دشمن نے آپؓ کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا' آپ فوراً اس کے سینہ سے اتر آئے' دشمن حضرت علیؓ کی اس غیر متوقع اور بے محل مہربانی پر حیران ہو کر وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا ''پہلے تم سے خدا کے لئے دشمنی تھی اب تمہارے تھوکنے کے بعد اگر میں نے تم کو گزند پہونچائی تو اس میں ذاتی غصہ وعناد کا جذبہ بھی شاید داخل ہوا اس لئے چھوڑ دیا' عفو اسلامی کے اس جذبہ سے وہ شخص مسلمان ہو کر کفار کے خلاف لڑتا رہا۔

**العفو الغفور:** اللہ جل جلالہ' کے اسماء الحسنیٰ میں ایک اسم گرامی ''العفو'' ہے جس کے معنی معاف کرنے والا او ردوسرا اسم مبارک ''الغفور'' بخشنے والا ہے یہ وہ صفات ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ کلام اللہ میں بابار جرائم و گناہوں پر نادم و شرمندہ ہونے والے اپنے بندوں کو توبہ تائب ہونے کی تلقین فرما کر اپنی طرف سے ان اسمائے مبارک کے ذریعہ عفو و درگزر کی خوشخبری سناتے ہیں۔اور پھر اللہ اور اس کے محبوبؐ کی شان کریمانہ کو دیکھئے کہ معافی اور درگزر کی کوئی حد بھی مقرر نہیں فرمائی۔ایک صحابی حضورؐ کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ میرا ایک غلام بار بار غلطی کا مرتکب ہوتا ہے اور میں اس کو معاف کرتا رہتا ہوں' تو آخر اس معافی کی کوئی حد بھی ہے' حضورؐ نے جواب میں ایسا جملہ ذکر فرمایا کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بلا حد مقررہ جتنا ہو سکے معافی دی جائے اور پھر یہ خصلت عفو اللہ کو اتنی محبوب ہے کہ حضورؐ نے بھی امت کو انہی الفاظ کے ذریعے اپنے گناہوں کی بخشش کی ترغیب دیتے ہوئے یہ دعا بکثرت مانگنے کی تاکید فرمائی۔

اللھم انک عفو تحب العفو فا عف عنا وقتی طور پر کسی کے زور وظلم اور زیادتی کرنے پر بدلہ نہ لے کہ عفو و درگزر کی خود اپنانے سے بے عزتی وبیکی کا تصور دل میں آتا ہے' جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ عفو سے اس کی عزت کو بتقاضائے ارشاد ﷺ وما ذان اللہ بعفو الا عزا' مزید بڑھا دیتا ہے' عفو کی برکت سے لوگوں اور دشمنوں کے دلوں میں عفو کرنے والے کی عزت بڑھ جا کر دشمن اور زیادتی کرنے والا اپنے غلط عمل پر پشیمان ہو جائے گا' اور اسی درگزر اور معافی ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ بدو عرب جو کہ اپنے وقت کے بڑے راہزن تھے' مکارم اخلاق پر عمل کرنے کے بعد اپنے وقت کے بڑے بڑے رہنما و مقتدی بن گئے۔رب کائنات ہمیں عفو و درگزر کے اوصاف حسنہ سے مالا مال فرما کر ہمیں باہمی عناد و اختلافات سے محفوظ فرمادیں۔

ابوطلحہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ حقانیہ

# قربانی اور مسائل عید قربان

الحمدللہ و کفی و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم الانبیا و علی الہ الاتقیاء المنجیا الی یوم الجزا اما بعد، ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عظمتوں والا مہینہ ہے اس ماہ میں اسلام کے بنیادی رکن حج کی ادائیگی ہوئی' اس مہینے میں رب الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت کی احیاء ہوئی' ذی الحجہ کے مہینے میں خصوصاً پہلے دس دن عظمت والے دن ہیں' ان دنوں کو شریعت مقدسہ نے اللہ کی عبادت' ذکر و تلاوت کے لئے خاص کر دیئے ہیں' اور خصوصیت کے ساتھ دسویں دن عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ جو بہت ہی مسرتوں کا حامل ہے' اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضیافت کرتا ہے' اسی لئے اسی روز روزہ رکھنا گناہ ہے۔

**ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:**

احادیث مبارکہ میں ذی الحجہ کے اول دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یارسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک شئی (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں عبادات کرنا اللہ کو زیادہ پیارا ہو' صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد سے بھی اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی محبوب نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پھر واپس نہ آئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے'

قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام اعظم عند اللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشرۃ فاکثروا فیھن من التسبیح و التھلیل و التکبیر (الطبرانی)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی سے دوسرے دنوں کی نیکی اللہ کو زیادہ محبوب ہے' اسلئے تم ان دنوں میں اللہ کی تسبیح'

تھلیل، تحمید اور تکبیر کثرت سے کرلیا کرو، تسبیح سے مراد سبحان اللہ ہے تھلیل سے مراد لا الہ الا اللہ ہے، تحمید سے مراد الحمدللہ اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے۔

جس طرح ان دنوں میں عبادت کرنا افضل ہے اللہ کا ذکر کرنا افضل ہے تو اسی طرح ان دنوں کے روزے رکھنا بھی باعث فضیلت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان دنوں کے روزے رکھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبدله فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنة و کقیام کل لیلة منها قیام لیلة القدر (مجمع الزوائد) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان دس دنوں میں سے ایک دن روزہ کا ثواب ایک سال روزوں کے ثواب کے برابر ہے، اور ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

ان جملہ روایات سے ان دنوں کی فضیلت بالکل آشکارہ ہو جاتی ہے کہ ان دنوں میں عبادت کرنا زیادہ عظمت اور فضیلت والا ہے۔

## ذی الحجہ کی نو تاریخ کا روزہ:

خصوصاً ذی الحجہ کی نو تاریخ (عرفہ) کے دن روزہ رکھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، حضرت قتادہؓ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم العرفة احتسب علی ان یکفر السنة التی قبله و السنة التی بعده (مسلم) کہ آنحضرت ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے اس روزے کو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دن سے سال قبل اور اس دن کے سال بعد کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان فضائل کے حصول کے پیش نظر اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب بھی بہت بڑا ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے (بہشتی زیور)

## عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت

اس مہینے کی اول دس راتوں کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت اپنی خاص نوعیت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عیدالاضحیٰ کی رات اور عیدالفطر کی رات عبادت میں مشغول رہنے کی ترغیب دی ہے، کہ وہ اس رات اللہ کی یاد میں مصروف رہے اور ڈھیروں ثواب حاصل کرے، حضرت ابوامامہؓ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' من قام ليلتي العيدين محتسباً لم يمت قلبه يوم يموت القلوب (ابن ماجہ)

کہ جو شخص دونوں عیدین کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کرے (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا جس دن تمام لوگوں کے قلوب مر جائیں گے۔

اور روایت میں ہے عن معاذ بن جبلؓ عن النبی ﷺ قال قال رسول الله ﷺ من احياء الليالي الخمس و جبت له الجنة ليلة التروية و ليلة عرفة و ليلة النحر و ليلة الفطر و ليلة النصف من شعبان (رواہ الاصبہانی)

حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' جو شخص پانچ راتوں کو زندہ رکھے (ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کے لئے جنت واجب ہے' وہ پانچ راتیں یہ ہیں' لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات' عرفہ کی رات' عید کی رات' عید الفطر کی رات اور پندرہ شعبان کی رات'

ان راتوں میں جتنا ہو سکے اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے' آج کل لوگ ان راتوں کو عبادت میں گزارنے کی بجائے' عیاشی اور ہوا پرستی میں گزارتے ہیں کوئی فلم بینی میں مشغول ہوتے ہیں اور کوئی شطرنج' تاش اور دیگر لعو ولعب میں مشغول رہتے ہیں' یہ ہماری کم بختی ہے کہ اتنی فضیلت والی راتیں ہم سے ویسے گزر جاتی ہیں۔

## ذی الحجہ کے دس دنوں میں ناخن وغیرہ کاٹنے کا حکم:

ذوالحجہ کی فضیلت ہمارے سامنے ہے اس مہینے کے دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی احیاء ہوتی ہے' جو حضرات اس سنت کو زندہ کریں گے' ان کو چاہیے کہ پہلے سے ہی اس کے آداب کا لحاظ رکھیں' اس سنت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص قربانی کرے گا' اس کو چاہیے کہ وہ یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا دخل العشر و اراد بعضكم ان يضحي فلا يصرمن من شعره و بشره شيئاً (مسلم)

کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے تو جو تم میں سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو' وہ ان دس دنوں میں اپنے بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ علماء امت نے بھی قربانی کرنے والوں کے لئے اس امر کا خیال رکھنے کو مستحب کہا ہے' مسلمانوں کو چاہیے کہ مستحب عمل پر کاربند رہے' اس سے مزید عبادت اور احیاء سنت کی توفیق نصیب ہوگی۔

## تکبیرات تشریق کی ابتداء:

ذی الحجہ کی نویں دن سے تکبیرات تشریق کہنا ہر نمازی پر واجب ہو جاتے ہیں' کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد بآواز بلند یہ کلمات کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد' علامہ حصکفیؒ نے ان تکبیرات کی تاریخ کے بارے میں لکھا

ہے' کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے لئے حضرت جبرائیلؑ جنت سے دنبہ لا رہے تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کے بدلے ذبح کیا جائے' تو ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں آپؑ جلدی سے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح نہ کریں' چنانچہ آپ نے اس وقت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا کیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اور حضرت اسماعیل کو جب ان کے بدلے فدیہ آنے کی اطلاع ملی تو آپؑ نے فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد (ردمختار)

## ایام تشریق کو تشریق کہنے کی وجہ:

ذی الحجہ کی نویں' دسویں' گیارہویں' بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے' اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا کہنا ہے کہ مشرک کہا کرتے تھے' اے شبیر تو سفید ہو جا کہ ہم چلیں' یعنی تو روشن ہو جا اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے پر آتے جائیں' شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا مشرکین مزدلفہ روانہ ہوا کرتے تھے' اسلام کی روشنی پھیلنے پر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے اور انہیں دھوپ میں سکھاتے تھے' جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اسے تشریق اللحم کہتے ہیں۔

(۳) بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لئے کہ عید کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج چمک رہا ہوتا ہے' اور مصلے کو بھی اسی لئے مشرق کہتے ہیں کہ وہ سورج کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے' اسی لئے عید کو تشریق کہا گیا ہے' پھر جو دن اس کے تابع ہیں' ان کو بھی یہی نام دیا گیا (مسائل عید و قربانی)

## تکبیرات تشریق:

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک شہری مقیم کو ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے' اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں جو یہ ہے:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

یہ رائے امام ابوحنیفہؒ کی ہے صاحبین فرماتے ہیں کہ تکبیرات تشریق کے لئے کوئی شرط نہیں' یہ تکبیرات ہر نماز پڑھنے والے پر لازمی ہے' چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر' مرد ہو یا عورت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو یا انفراداً نماز پڑھ رہا ہو' بہت سارے فقہا نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے' اس لئے مسلمانان عالم اسی پر عمل کریں۔

## عید کی نماز کے بعد تکبیرات کا حکم:

☆ عید الاضحیٰ نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا علما' احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے بعض فقہا کے نزدیک پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں' لیکن علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ نماز عید کے بعد بھی پڑھی جائے' اسی لئے کہ

مسلمانوں کا اسی پر تعامل چلا آ رہا ہے اور ان کی اتباع واجب ہے (شامی ۲/۷)

☆ ایام تشریق میں فوت شدہ نماز جو اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء ہو جائے تو اس کی بعد بھی تکبیر تشریق کہنا واجب ہے (بہشتی زیور)

☆ اگر کسی سے نماز کے بعد تکبیرات تشریق بھول جائیں اور مسجد سے باہر چلا جائے تو اس شخص سے تکبیرات ساقط ہو جائیں گی البتہ اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو تاخیر کے باوجود بھی یاد آنے کی صورت میں پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر ایام تشریق میں دوسرے ایام کی قضاء نمازیں ادا کی جائیں تو اسکے بعد تکبیرات تشریق نہیں پڑھی جائیں گی

☆ اگر امام صاحب سے نماز کے بعد تکبیرات بھول جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں اور امام کا انتظار نہ کریں۔ اگر کسی سے تکبیرات تشریق چھوٹ جائیں تو پھر اس کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے ترک واجب کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

## عید کی سنتیں:

حجامت بنوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے سے اچھا لباس پہننا (جو میسر ہو) سرمہ لگانا، میسر ہو تو خوشبو لگانا، صبح کو بہت سویرے اٹھنا، عید گاہ کو سویرے جانا، عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا، عید کی نماز کے لئے جس راستے سے گیا اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا، عید گاہ کو پیادہ جانا، عید میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا چاہیے بلکہ افضل یہ ہے کہ واپس آ کر قربانی کرے اور اس کا گوشت کھائے، عید میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیرات پڑھے الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله و الله اکبر الله اکبر ولله الحمد. عید گاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا، واپسی پر عید گاہ سے جس راستے سے گیا تھا اس کی بجائے دوسرے راستے سے آنا بھی سنت ہے۔

## نماز عید کی نیت اور نماز کا طریقہ:

دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے، بندگی اللہ تعالیٰ کی، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس حاضر امام کے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں گے، مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں، چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ امام عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی الخ پڑھے۔ مسئلہ عید کی تکبیرات کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں البتہ دو تکبیرات کے درمیان تین بار

سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ کرے۔

خطبہ: نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے جس کا سننا واجب ہے' کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عید گاہ سے چلے جاتے ہیں' خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ نہ چھوڑے۔ عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام صاحب قربانی اور ایام تشریق کے مسائل بیان کرے تاکہ لوگ ان مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہاں چونکہ عربی زبان کوئی نہیں سمجھتا اس لئے عید کی نماز سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے اس میں بھی ان احکام و مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

## عیدین کے خطبوں کا طریقہ:

عید کا پہلا خطبہ یوں دیا جائے کہ اولاً مسلسل نو مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر خطبہ دے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر خطبہ دیں' ایسا کرنا مسنون طریقہ ہے' حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ منبر سے اترنے سے قبل چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

اسی طرح جب امام خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتا ہو تو چڑھ کر خطبہ شروع کرے' بیٹھے نہیں' اس لئے کہ منبر پر بیٹھنا اذان کے اختتام کے لئے ہوتا ہے' اور عیدین کے خطبوں میں اذان نہیں ہے۔ (درمختار)

## قربانی اور قرآن:

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے' اسکا اندازہ اسی سے لگتا ہے کہ قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ سورتوں میں) خداوند کریم نے قربانی اور متعلقات قربانی' اسکی اہمیت اور حکمت و فلسفہ' مختلف امتوں میں اس شکل و صورت پر روشنی ڈالی ہے اور امت مسلمہ ملت ابراہیمی کیلئے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے' ارشاد خداوندی ہے: ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ مارزقھم من بھیمة الانعام (سورۃ الحج ۳۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویشیوں پر اسکا نام بلند کریں۔''

جیسا کہ خود آیت کریمہ سے واضح ہے' یہاں منسک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے' محققین اور تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (قرطبی مراح للنووی فتح القدیر للشوکانی وغیرہ)

قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمآء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم (سورۃ الحج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

سورۃ الکوثر میں واضح اور قطعی حکم ہے۔ فصل لربک وانحر (سورۃ الکوثر ۲) ''پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو'' اسی طرح دوسری آیت میں قربانی کا مفہوم دوسری طرح یوں ذکر ہوا ہے۔ یں تو مرنے کے

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (الآیۃ)

ترجمہ: بیشک میری نماز' قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

## قربانی اور حدیث:

(۱) عن ابن عمرؓ قال اقام رسول اللہ ﷺ بالمدنیۃ عشر سنین یضحی (جامع الترمذی ج' ۱ ص ۲۷۷ ابواب الاضاحی) ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے"

(۲) عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان یذبح او ینحر بالمصلی حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید قربان کے دن حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے' (مسند احمد ونسائی)

(۳) عن انسؓ قال ضحی النبی ﷺ بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں گندم گوں رنگ کے دو مینڈھے قربان کئے۔ (بخاری نیز کتاب اختلاف الحدیث للشافعی علی الام ج ۷' ص ۲۸)

(۴) بخاری شریف میں ہے ضحی رسول اللہ ﷺ عن ازواجہ بالبقراہ کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

(۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر صاحبِ وسعت پر سال بھر میں ایک قربانی واجب ہے۔ (ابن ماجہ' ص ۲۳۳)

(۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(۷) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں' قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ' بال' سُم تک اعمال حسنہ کو بھاری کردینگے۔ اسکے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں' تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو (ترمذی' ابن ماجہ)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا اس کے ہر بال کے بدلے تمہارے لئے نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

(۱۰) زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' قربانی

تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے' صحابی نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے' اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے (مشکوٰۃ' ص ۱۲۹)

سبحان اللہ' کیا ٹھکانہ ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کوتاہی کرے' مومن کی شان تو یہ ہے کہ قربانی اگر اس پر واجب نہ بھی ہو تو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔

## قربانی کس پر واجب ہے:

زکوٰۃ کی طرح قربانی کے لئے نصاب مقرر ہے' اگر کوئی شخص اس نصاب کا مالک بنے اس پر قربانی واجب ہے اور جس کے پاس اتنا نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے' البتہ زکوٰۃ اور اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ زکوٰۃ کے مال پر سال کا گزرنا ضروری ہے' سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال سے قبل مال ہلاک ہو جائے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں رہے گی مگر قربانی کے وجوب کے لئے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے' اگر کوئی شخص دس ذی الحجہ کی رات کو مالک نصاب ہو جائے تو دسویں ذی الحجہ کے دن اس پر قربانی واجب ہے' وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا ضرورت سے زائد سامان ہو' اگرچہ عام طور پر حضرات علماء کرام ساڑھے باون تولہ چاندی کو نقدی کے لئے معیار نصاب کا فتویٰ دیتے ہیں' لیکن موجودہ حالات اور تقاضوں کی وجہ سے سونے کے نصاب کو معیار مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے' اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے احقر کا مضمون عصر حاضر میں ثمن عرفی کے لئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی' جو ماہنامہ الحق میں شائع ہو چکا ہے' دور حاضر کے عرب علماء نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

- جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اسکی قربانی واجب ہوگی (شامی)
- اگر کسی شخص کے پاس دو گاڑیاں ہیں' ایک گاڑی اس کے استعمال کے لئے ہے اور دوسری زائد ہے تو شرعاً اس پر قربانی واجب ہے۔
- اسی طرح ایک آدمی کے دو گھر یا دو پلاٹ ہیں ایک مکان میں وہ رہتا ہے اور دوسرا ضرورت سے زائد ہے اگر اس مکان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔
- کسی عورت کا مہر معجل یا جہیز کے زیورات کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔
- اگر کسی زمیندار کے پاس ہل جوتنے والے بیل اور دودھ دینے والی گائے یا بھینس کے علاوہ جانور ہو اور ان جانوروں کی مالیت نصاب کے برابر ہو تو اس زمیندار پر بھی قربانی واجب ہے۔
- اگر کسی نے قربانی کرنے کی منت مانی تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔
- اس طرح اگر کسی نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے قربانی کریں تو مرنے کے

بعد اگر اسکے ترکہ کے تہائی سے قربانی ممکن ہو تو پھر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

**قربانی کا دن:**

قربانی کی ادائیگی صرف تین دنوں کے ساتھ مخصوص ہے یعنی 10 ذی الحجہ' 11 ذی الحجہ اور 12 ذی الحجہ ان دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں قربانی ادا نہ ہوگی۔ البتہ ان تین دنوں میں پہلے دن قربانی کرنا بہتر ہے۔ گاؤں والوں کے لئے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے۔

**قربانی کے بدلے صدقہ وخیرات کا حکم:**

اب اگر کسی صاحب استطاعت شخص سے کسی غفلت یا کسی عذر کی بناء پر قربانی ذبح کرنا رہ جائے' یعنی وہ ان دنوں بناء بر عذر شرعی قربانی نہ کر سکے' ان دنوں کے بعد قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے' یاد رہے قربانی کے مخصوص تینوں ایام میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی' بلکہ ان دنوں جانور ہی ذبح کرنا ہوگا۔

**آداب قربانی:**

☆ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس کو خوب دل لگی سے ادا کرنا چاہیے' بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور عید سے چند روز قبل خرید اجائے اور عید تک اس جانوروں کو خوب پالا جائے۔

☆ قربانی سے قبل چھری کو خوب تیز کر دیا جائے۔ اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جلدی نہ اتاری جائے' حتیٰ کہ وہ جانور خوب ٹھنڈا ہو جائے۔

☆ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا افضل ہے' اگر خود ذبح نہیں کر سکتا یا ذبح کرنا جانتا نہیں تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت خود حاضر رہنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ قربانی کے جانوروں میں گائے' بھینس' اور بکری' بھیڑ کو ذبح کرنا مستحب ہے اور اونٹ میں نحر افضل ہے البتہ اونٹ کو بھی ذبح کیا جائے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

☆ گائے' بھینس اور اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں' اس سے اگر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو قربانی کسی کی بھی نہ ہوگی۔

☆ اگر بالفرض آٹھ' نو آدمی مشترکہ طور پر دو یا تین گائے خریدے اور مشترکہ طور پر ذبح کریں یہ قربانی بھی شرعاً جائز نہیں ہے' اسلئے کہ ان جانوروں میں ہر ایک کے اندر یہ آٹھ یا نو آدمی شریک ہیں البتہ اگر آٹھ آدمی مشترکہ طور پر آٹھ بکرے خریدے۔ اور قربانی کرے تو استحساناً ان تمام کی قربانی جائز ہے۔ (بدائع)

☆ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال لائے کہ میں قربانی کرتا ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کرے تو قربانی درست ہوگی' البتہ زبان سے دعا پڑھنا اور نیت کرنا بہتر ہے۔

☆ قربانی کی رسی وغیرہ کو خیرات کر دے تو بہتر ہے، تاہم اگر اسمیں بعینہ اپنے استعمال میں لانا چاہے تو لا سکتے ہیں

☆ اگر کسی پر قربانی کئی سالوں سے واجب تھی مگر اس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کی تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اپنے اس عمل پر استغفار کرے اور جتنے سال اس نے قربانی نہیں کی ہے اس قدر قربانی کی قیمت صدقہ کرے،

☆ اگر قربانی سے دودھ یا اون وغیرہ اتار گیا ہو اس کو صدقہ کر کے یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

☆ قربانی کا گوشت کافر کو بھی دیا جا سکتا ہے۔

☆ اگر کسی جانور میں چند آدمی شریک ہیں اور وہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہاں کے فقراء کو دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں، تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

☆ ایک شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کے لئے جانور بھی خریدا ذبح کرنے سے قبل وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدلینا واجب ہے۔ اب اگر وہ جانور بھی مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کی بھی قربانی کی جائے۔

☆ اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اور اس نے نفلی قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں البتہ وہ جانور ایام قربانی سے پہلے ملا تو اس کو ذبح کرے اور اگر ایام قربانی کے بعد ملے اس جانور کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدا اور قربانی سے قبل پہلا گم شدہ جانور بھی ملا تو اب دونوں کا ذبح کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ جب کوئی غریب آدمی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ نذر کے حکم میں ہو جاتا ہے، جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

☆ قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے جس طرح بھی لٹایا جائے درست ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے۔

☆ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اگر بلاعذر بائیں ہاتھ سے ذبح کیا قربانی تو جائز ہے البتہ خلاف سنت ہے

## قربانی کے متفرق مسائل:

جو بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں لگا ہو، اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی بیٹے کی ملکیت میں اتنا سرمایہ نہ ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں، البتہ اگر باپ مالدار ہو تو باپ قربانی کرے گا۔

❁ اگر کسی کی بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو اور باپ کی ملکیت میں نصاب کے برابر کچھ نہ ہو تو بیوی اور بالغ اولاد پر قربانی واجب باپ پر نہیں۔

❁ اگر عورت کا مہر نصاب کے برابر ہو مگر شوہر نے ابھی تک ادا نہ کیا ہو، اور شوہر فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں

❁ اگر کسی کے پاس ۱۰ ذی الحجہ کو نصاب کے برابر مال نہ تھا مگر اچانک ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو مالدار ہو تو اس شخص پر

قربانی واجب ہے اگرچہ وہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے قبل مالدار ہوا ہو۔

اگر کوئی مالدار شخص ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے پہلے سفر پر روانہ ہوا اور قربانی کے دن سفر ہی میں رہا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔

قربانی کے حصہ میں کسی دوسرے آدمی کو شریک نہیں کیا جاسکتا البتہ ثواب میں دوسرے مسلمانوں کو شریک کیا جاسکتا ہے' احادیث کی کتابوں میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

**شرائط وجوبِ قربانی:** قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں) (۲) اقامت (مسافر پر واجب نہیں)

(۳) حریت یعنی آزاد ہونا۔ (غلام پر واجب نہیں) اس کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہے' نابالغ پر نہ خود واجب ہے' نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پر واجب ہے' لیکن صاحب بدائع علامہ کاسانی اور علامہ شامی نے عقل اور بلوغ کو شرائط وجوب قربانی میں شامل نہیں کیا ہے' لکھتے ہیں کہ واما البلوغ والعقل فیسا من شرائط الوجوب فی قوله ابی حنیفة وابی یوسف حتی تحب الاضحیة فی مال الصبی والمجنون اذ کانا موسرین (بدائع الصنائع ۵/۶۴) صاحب ھدایۃ علامہ مرغینانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے کہ مالدار بچے کا ولی اس کے مال سے اس کے لئے قربانی کرے گا' علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے: ویضحی عن ولده الصغیر من ماله صححه فی الهدایة قال ابن عابدین تحت قوله حیث قال والاصح ان یضحی من ماله (ردالمحتار ۶/۳۱۶)

(۴) تونگری یعنی جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوۃ واجب ہو اس پر عید کے دن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے' چاہے وہ مال تجارت ہو یا نہ ہو' اور چاہے اس پر پورا سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (بہشتی زیور)

**قربانی کے جانور:**

اونٹ' گائے' بکری کی تمام انواع (نر' مادہ' خصی' غیر خصی) کی قربانی ہوسکتی ہے' بھینس گائے میں شمار ہے' اور بھیڑ یا دنبہ بکری میں' گائے' بھینس' اونٹ ان سب میں سات آدمی بھی شریک کرسکتے ہیں' جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اگر کسی گائے یا اونٹ میں سات یا اس سے کم آدمی شریک ہوئے تو سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ یا زیادہ ہوئے تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

**جانور کی عمر:**

اونٹ پانچ سال کا' گائے بھینس دو سال کی' بکری ایک سال کی' اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں' ہاں اگر دنبہ یا

بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔

## کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں:

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدائشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں' اتنالاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا لنگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے' چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا' یا اس سے چل نہیں سکتا' اس کی قربانی درست نہیں' جس کے سارے یا آدھے سے زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں' جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں' مگر جڑیں سالم نہ ہوں یا خصی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

خنثیٰ جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں' اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے' ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کردے۔

## قربانی کے اوقات.

(۱) قربانی کا وقت ہے یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے' پہلے دن ۱۰ ذی الحجہ سب سے افضل ہے' پھر ۱۱ ذی الحجہ پھر ۱۲ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

(۲) بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں' ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو نماز فجر کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔

(۳) رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں' شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

(۴) اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے مقیم ہوا یا تونگر ہوا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

(۵) قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اولیٰ ہے' ورنہ کسی اور سے بھی کرانا جائز ہے۔

(۶) قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے: اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے' اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبّلت من حبیبک محمدٍ وَ خلیلک ابراھیم علیھم السلام۔

(۷) زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں' دل کا ارادہ بھی کافی ہے۔

(۸) جب قربانی کو ذبح کیا جائے تو یہ دعا پڑھے اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبّلت من حبیبک

محمد و خلیک ابراهیم علیهم السلام ۔اس لئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور پھر یہ دعا فرمائی بسم اللہ اللهم تقبل من محمد و ال محمد و من امة محمد (مشکوۃ)

(۹) اگر قربانی واجب ہو اور قربانی کے دن بغیر قربانی کئے گزر جائیں تو بعد میں بھیڑ یا بکری کی قیمت دے دی جائے اور اگر جانور خرید لیا گیا ہو تو بعینہ وہی خیرات کر دیا جائے۔

## گوشت اور کھال کا حکم:

(۱) قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے خویش و اقارب، غنی و فقراء سب کو دے سکتا ہے، بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے، اس سے کمی نہ کرے۔

(۲) اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہوگا

(۳) قربانی کی کھال یا اس کی قیمت خیرات کر دیں، اور ان لوگوں کو دیں جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کے مستحق ہیں، قیمت میں جو پیسے ملیں وہی خیرات کر دیں، اگر تبدیلی کر کے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

(۴) کھال کو اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے، مثلاً اس سے رسی بنوائی یا چھلنی یا ڈول یا جائے نماز بنوائی۔ (بہشتی زیور)

(۵) گوشت یا چربی یا چمڑا قصائی یا کسی اور کو تنخواہ یا مزدوری میں دینے کا حکم نہیں۔

(۶) قربانی کی رسی جھول وغیرہ بھی خیرات کرنی چاہیے۔

(۷) اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھلانا اور بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

## کھال کے متعلق احکام:

قربانی کی کھال کو خدمت کے عوض دینا جائز نہیں ہے، اس لئے قصائی، مسجد کے موذن، امام اور مسجد کے خادم کو حق الخدمت کے عوض اگر قربانی کی کھال دی جائے تو ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں، اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء دین کی خدمت بھی اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس اسلامیہ کے غریب طلباء کو دیں،

قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں، بلکہ اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے، بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بدون نیت صدقہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

قربانی کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قرب الٰہی کی ہو، اگرچہ یہ نیت مختلف قربات کی ہو لہٰذا متنفلین اور واجبین تمام کا ایک ہی جانور میں شریک ہونا درست ہے اور تمام کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر شرکاء میں کسی ایک کی نیت

قرب الٰہی کی نہ ہو تو سب کی قربانی درست نہیں ہے۔

نذر کیا ہوا قربانی کا گوشت ناذر نہ تو خود کھا سکتا ہے اور اغنیاء کو کھلا سکتا ہے' بلکہ اس تمام گوشت کو فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے' البتہ نفلی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے' اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

**کھال:**

قربانی کی کھال کو بعینہ رفاہ عامہ کے کاموں میں صرف کرنا جائز ہے البتہ اگر اس کو فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت تملیکاً دینا فقراء مساکین کو ضروری ہے' کھال یا گوشت کی قیمت رفاہ عامہ کے کاموں میں صرف نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح قربانی کی کھال کو سیاسی پارٹیوں کو دینا بھی درست نہیں ہے۔

**اغلاط العوام:**

۱۰ ذی الحجہ کے بعد ۱۲ ذی الحجہ تک رات کے وقت قربانی کرنا درست ہے مگر بہتر نہیں (شامی)

☆ عوام الناس میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جس چھری میں لکڑی کا دستہ نہ ہو اس چھری سے جانور مردار ہو جاتا ہے' شریعت مقدسہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے' چھری جس دھات کی بنی ہو' اس سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔

☆ اسی طرح عوام الناس میں یہ بات بھی کافی حد تک شہرت پا چکی ہے' کہ عورت ذبح نہیں کر سکتی اگر وہ ذبح کرے تو جانور مردار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بے اصل ہے عورت اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو جانور کو ذبح کر سکتی ہے' اور اپنی قربانی کو تو خود ہی ذبح کرے۔

☆ بعض عوام کہتے ہیں کہ بقر عید کے قربانی ہونے تک روزہ سے رہے' یہ محض بے اصل ہے' البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے' لیکن وہ روزہ نہیں' نہ تو یہ فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

☆ بعض لوگ خصی جانور کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود خصی جانور کی قربانی کی ہے۔ اس لئے خصی جانور کی قربانی زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔

☆ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے اس کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کر دینا چاہیے' شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بے اصل ہے۔

☆ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض لوگ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک بیوی سے ملاپ کو شرعاً منع اور گناہ سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ذابح کی اعانت کرنے والوں مثلاً جانور کے ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لینا واجب ہے' شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں البتہ جو شخص ذابح کے ساتھ چھری چلانے میں شریک ہو اس پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔

---

جناب مشتاق الرحمن شفق *

# پشتو زبان اور ہمارا معاشرہ

منگل ۲۸ مئی ۲۰۰۲ء کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد میں ایک روزہ سیمنار منعقد ہوا۔ جس کا اہتمام قائداعظم یونیورسٹی کے قومی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان (NIPS) نے کیا تھا۔ زیر نظر مقالہ اسی سیمنار میں پڑھا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (سورۃ ابراھیم آیت نمبر ۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول، مگر اپنی قوم کی بولی میں بولنے والا تا کہ ان کو سمجھائے۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے، دنیا میں جتنے بھی پیغمبر ہو گزرے ہیں ان میں ہر پیغمبر کو اسی زبان میں وحی بھیجی جاتی رہی۔ جو اس کی قوم کی زبان تھی، کیونکہ اس کے اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم' جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی۔ جو دنیا بھر کے انسانوں کیلئے سرچشمہ ہدایت ہے اور تا قیامت بنی نوع انسان کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ بلاشبہ امت محمدی میں تمام جن وانس شامل ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جس قوم سے آپ کو چنا اس کی زبان اس کی زبان عربی تھی اور قرآن کیلئے ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے زبان کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

نہ صرف اظہار وابلاغ کے حوالے سے بلکہ تعلیم وتعلم کے حوالے سے بھی کسی قوم کی زبان اولین توجہ کی مستحق ہوتی ہے۔

---

* سی۔این۔او۔ریڈیو پاکستان۔اسلام آباد

قرآن کریم کی ایک اور آیت کریمہ ہے:۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَ اَلْوَانِکُمْ، اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ط (سورۃ الروم: آیت نمبر۲۲)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری طرح طرح کی بولیاں اور رنگ اسکی نشانیوں سے ہیں۔اس میں سمجھنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

یعنی انسانوں کی مختلف بولیاں بھی حسن قدرت کی نشانیاں ہیں۔اسلئے کسی بھی زبان (بولی) کی حفاظت واحترام کرنا اور اسے فروغ دینا، نہ صرف اسی زبان کے بولنے والوں کی قومی ذمہ داری ٹھہرتی ہے بلکہ یہ ان کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری بھی بنتی ہے۔چنانچہ قومی زبانوں کی اہمیت اور حیثیت عالمی سطح پر تسلیم شدہ ہے

کسی بھی مہذب قوم کا دین و مذہب اور آئین وقانون زبانوں کی نشر و اشاعت یا ترقی و ترویج کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہیں۔ اسی طرح دنیا بھر کے ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کو ان کی مادری زبان میں تعلیم دینی چاہئے کیونکہ مادری زبان ہی ایک آسان، بہتر اور موثر ذریعہ تعلیم ہوسکتی ہے۔

اس روشن حقیقت کے پیش نظر اب ہر سال ۲۲ فروری کو عالمی سطح پر مادری زبانوں کا دن بھی منایا جاتا ہے مادری زبان میں تعلیم دینا نہ صرف فطرت کا تقاضا ہے بلکہ یہ کسی بھی قوم کے بچوں کا پیدائشی، انسانی اور قانونی حق بھی ہے۔

زبان کسی قوم کی تہذیب وثقافت، تاریخ وروایت، دینی عقائد اخلاق وکردار نفسیات اور ذہنی رجحانات کی امین ہوتی ہے۔جسے کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔جدید سائنس، ٹیکنالوجی، یا انٹرنیٹ کی آڑ میں کوئی ایسا نظام تعلیم برپا کرنا جو قوم کی نئی نسل کو اپنی زبان، تہذیب وثقافت اور تاریخ وروایت سے بیگانہ کردے، شاخ نازک پر آشیانہ بنانے کے مترادف ہوگا۔کیونکہ اپنے قومی اثاثوں سے دستبردار ہونے کا مطلب اجتماعی خودکشی ہے۔

قیام پاکستان کا بنیادی مقصد ایک ایسے اسلامی فلاحی معاشرے کی تشکیل وتکمیل ہے جس میں اسلامی اخوت و مروت کے اسلامی اصول کارفرما ہوں۔جس میں مسلمان مثالی اسلامی نظام کے تحت زندگی گزار سکیں اور جس میں غیر مسلم اقلیتی فرقے بھی اپنی مرضی، اور جمہوری آزادی کے ثمرات پاسکیں۔

پاکستان مختلف اسلامی قومیتوں کا خوشنما گلدستہ ہے۔دین اسلام ہی ان کا قدر مشترک ہے۔اسلام ہی ہماری قومی یکجہتی اور ذہنی ہم آہنگی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔پاکستان میں بولی جانے والی تمام بولیاں، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی وغیرہ پاکستانی زبانیں ہیں۔اور ان کے بولنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے۔اس لحاظ سے یہ اسلامی زبانیں بھی ہیں۔

ان میں تخلیق پانے والے ادب کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ اس میں ابتداء سے، آج تک، مبلغین اسلام، صوفیائے کرام، فلاسفہ عرب کے شعراء وحکماء اور علماء عجم کی تعلیمات کا گہرا عکس نظر آتا ہے۔

## پشتو زبان:

پاکستانی زبانوں میں پشتو زبان منفرد خصوصیات کی حامل ہے۔

(۱) پشتو بولنے والوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ جو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں یہ لوگ من حیث القوم اسلام قبول کر چکے ہیں اور تاریخ کے ہر دور میں اسلام کی سر بلندی کیلئے بڑی بڑی قربانیاں دیتے رہے۔ یہ فطری طور پر صداقت پسند اولوالعزم اور "ایغ نیغ" (straight forward) لوگ ہیں۔ اسلام کی حقانیت پالینے کے بعد انہوں نے اپنے گزشتہ عقائد و روایات کو بھی یکسر فراموش کر دیا اور مسلک حنفاء کے پیرو کار چلے آرہے ہیں۔

(۲) پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ (پختونخوا) اور ملحقہ قبائلی علاقوں میں غالب اکثریت پشتو بولنے والوں کی ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان میں بھی پشتو بولنے والے نصف آبادی کے لگ بھگ ہیں۔

(۳) پشتو زبان کی وسعت و اہمیت یا استعداد کے بارے میں ممتاز سکالر، ادیب اور افغان محقق مولانا محمد امین خوگیانی (مرحوم) کے دو ایک جملے بھی کافی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

پشتو کی قدامت مسلّم ہے، اس لئے کہ ایک تو اوستا، وید اور مہا بھارت میں اس کا ذکر آیا ہے۔ دوسرے یونانی مورخوں سترابو (strabo) اور ہیرو ڈوٹس (Herodotus) نے سکندر اعظم کے حملے سے پہلے اس کا ذکر کیا ہے۔

اس میں اہم نکتہ یہ ہے کہ جہاں پشتو کی ہمعصر زبانیں، سنسکرت، اوستا اور خروشتی وغیرہ اپنی توانائیاں کھو چکی ہیں وہاں پشتو آج بھی ایک زندہ و توانا زبان ہے۔

اس میں اظہار جذبات کی بہت گنجائش ہے۔ اس کا دامن اتنا ہی فراخ و بسیط ہے جتنا کہ کسی مہذب اور ترقی یافتہ زبان کا ہوسکتا ہے۔

حتیٰ کہ ملک کی قومی زبان اردو کی ساخت، بنیاد اور لفظیات میں پشتو زبان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس حوالے سے، جناب امتیاز علی عرشی رامپوری کی تصنیف اردو میں پشتو کا حصہ قابل ذکر اور لائق توجہ تحقیق ہے۔ عرشی صاحب رامپوری کا نام دنیائے علم و ادب میں سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۴) پشتو، سابق ریاست سوات کی سرکاری اور دفتری زبان رہی ہے جو آئین و قانون کے مطابق اسلامی فلاحی ریاست تھی۔ اس کے تمام انتظامی اور عدالتی امور پشتو زبان میں نمٹائے جاتے تھے۔ ہر قسم کے معاملات زندگی اور تنازعات کا

تصفیہ اسلامی شریعت کے تحت کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں فتاویٰ عالمگیری کی طرز پر فتاویٰ ودودیہ سے استفادہ کیا جاتا تھا۔ جس کی ترتیب وتدوین اور اشاعت کا اہتمام بانی، ریاست میاں گل عبدالودود کی ہدایت پر پشتو زبان میں کیا گیا تھا۔

(۵) پشتو بین الاقوامی حیثیت کی زبان ہے۔ کیونکہ برادر ہمسایہ ملک افغانستان میں اسے سرکاری اور تعلیمی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ وہاں میڈیکل اور انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم پشتو میں دی جاتی ہے اور حکومتی سطح پر اس میں گراں قدر علمی اور تحقیقی کام ہوا ہے جس کا فائدہ، پاکستان میں پشتو زبان وادب کو بھی پہنچ رہا ہے۔ دنیا بھر کے معتبر نشریاتی اداروں نے جن میں بی بی سی لندن، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی، ریڈیو بیجنگ، ایران زاہدان، تاشقند اور آل انڈیا ریڈیو وغیرہ شامل ہیں۔ اپنی نشریات میں پشتو خبروں اور دوسرے ادبی ثقافتی پروگراموں کو خاصا وقت دے رکھا ہے۔ چنانچہ حکومت پاکستان بالخصوص وفاقی وزارت اطلاعات کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنا سفارتی اور سیاسی توازن بحال رکھنے کی خاطر پشتو زبان کی ترقی وتشہیر پر زیادہ توجہ دے۔

(۶) دیگر پاکستانی زبانوں کی طرح پشتو زبان نے؛ ایک پورے تہذیبی اور تمدنی دور کو اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے جو پاکستانی معاشرے کیلئے باعث تقویت ہے۔

ان امتیازی اوصاف کی بدولت پشتو زبان نہ صرف پشتو بولنے والوں کیلئے بلکہ پاکستان بھر کے لئے، لائق تحسین واعزاز ہے۔

<u>پشتو زبان اور معاشرہ</u>

"پشتو صرف زبان کا نام نہیں ہے۔ یہ پشتون قوم کا فلسفہ حیات، ضابطہ اخلاق اور طرز معاشرت بھی ہے۔ جسے عام اصطلاح میں "پشتو" اور پشتو نولی کہتے ہیں لفظ پشتو پشتونوں کی تہذیب وثقافت اور اجتماعی مزاج کا مظہر ہے۔ کوئی پشتون، بغیر پشتو کے پشتون نہیں بن ہوسکتا۔ عام مشاہدے کی بات ہے۔ ایک بھائی کسی معاملے پر دوسرے بھائی سے ناراض ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے" دا پختو نہ دہ" یہ پشتو نہیں ہے یہاں پشتو کا مطلب،، بولی،، کی بجائے وہ روایتی مجموعہ قوانین یا غیر تحریری آئین ہے جو پشتو تولی (the way; of pushtoon) کے نام سے موسوم ہے یہ وہ غالب عنصر ہے جو پروفیسر احمد حسن دانی کے بقول "تمام پشتونوں کی زندگی پر چھایا ہوا ہے۔

پشتو نولی یا پشتونوں کی طرز معاشرت میں ان کا دین ومذھب سب سے اہم اور مقدم ہے مولانا عبدالقادر مرحوم اور دوسرے؛ پشتون دانشور پشتو نولی اور اسلامی قوانین کو ہم معنی سمجھتے ہیں۔

اگر چہ موجودہ دور کی سیاسی۔ اقتصادی اور سماجی تبدیلیوں کا اثر پشتونوں پر بھی پڑ گیا ہے خاص طور پر شہروں میں

آباد لوگ، پشتو نولی سے دور ہوتے جارہے ہیں لیکن دیہات اور پشتون قبائلی علاقوں میں یہ ضابطے اور پابندیاں بدستور قائم ہیں اور بالعموم پشتونوں کی روزمرہ زندگی، بول چال عادات وخصائل اور علم وادب پر ''پشتو نولی'' چھائی ہوئی ہے۔

پشتون معاشرے کی تشکیل میں جو اصول اور عوامل کارفرما ہیں ان میں (قصاص یا انتقام) ''مہمان نوازی'' ''پناہ'' اور ننواتی (پچھتاوا) نہایت اہم ہیں۔ دوسرے ارکان میں مساوات، خودداری، غیرت، حریت، کمزور کی حمایت، شجاعت، فیاضی وسخاوت وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب کے سب وہ اخلاقی اقدار وروایات ہیں جو نہ صرف فلاحی معاشرے کے تشکیلی اصول ہیں بلکہ اسلام کے آئینہ دار بھی ہیں۔ انہی اصولوں پر عمل پیرا ہوکر پاکستانی معاشرہ بن سنور سکتا ہے۔

یہاں پشتون معاشرے کے چند اہم ارکان کا مختصراً ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

**جرگہ:**

جرگہ، پشتونوں کی زندگی میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ اسے جدید اصطلاح میں مجلس شوریٰ، یا اسمبلی بھی کہا جاسکتا ہے یہ چند معتبر افراد یا قوم کے سرکردہ رہنماؤں اور علماء کرام پر مشتمل ادارہ ہوتا ہے جو قومی روایات کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی مسئلے وتنازعات طے کرتا ہے۔ جرگہ کی نوعیت مقامی، علاقائی اور قومی بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً لویہ جرگہ۔ (گرانڈ اسمبلی) اعلیٰ قومی سطح پر عوام کی نمائندگی کرتا ہے۔ جرگے کا فیصلہ قانون کا درجہ رکھتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا قابل ملامت اور سزا کا مستوجب قرار پاتا ہے۔

افغانستان کے حکمران احمد شاہ ابدالیؒ کو قندھار میں لویہ جرگہ (۱۱۶۱ھ ۱۷۴۷ء) ہی نے بادشاہ منتخب کیا تھا۔ غازی امیر امان اللہ خان نے ۱۹۲۴ء میں افغانستان کو دستور ومنشور دینے کیلئے ''لویہ جرگہ'' بلانے کا اہتمام کیا تھا جو پغمان میں ہوا تھا۔

جرگہ پشتونوں کی مثالی جمہوریت کا مظہر ہے آج کل افغانستان کی سنگین صورتحال کے پیش نظر سابق بادشاہ محمد ظاہر شاہ کی نگرانی میں ''لویہ جرگہ'' کا انعقاد افغانوں کی نفسیات اور تاریخی پس منظر کے اعتبار سے ایک مثبت اقدام ہے۔ افغان مسئلے کا واحد حل یہی ہوسکتا ہے اور ملّت افغان کے دکھ درد کا علاج اسی نسخے (لویہ جرگہ) سے ممکن ہے۔

**حجرہ:**

پشتون معاشرے میں حجرے کی بڑی اہمیت ہے تقسیم اختیارات کے لحاظ سے مسجد اور حجرہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ حجرہ سماجی زندگی کا محور اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ہوتا ہے اس میں ہر طبقے اور ہر عمر کے لوگ مل بیٹھ کر درپیش مسائل اور حالات حاضرہ پر گفتگو کرتے ہیں۔ حجرہ ایک تربیت گاہ بھی ہے اور [illegible] مرکز بھی ہے۔ مہمان خانہ بھی اور مجلس شوریٰ یا جرگہ

منعقد کرنے کی جگہ بھی ۔ یہ کسی گاؤں یا محلے کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے سماجی زندگی کے مختلف امور اور آداب حجرے ہی میں سیکھے جاتے ہیں۔حجرہ میں قوم کے نونہال اور جواں سال اخلاقی تربیت حاصل کرتے ہیں جرأت و مردانگی کے جوہر نکھر کر سامنے آتے ہیں۔

میلستیا (مہمان نوازی):

شاہ محمد مدنی عباسی لکھتے ہیں:۔

(۱) یہ پشتونوں میں بلند حوصلگی، رواداری، خلوص اور انسانی ہمدردی کا ثبوت ہے۔

(۲) پشتون، مسافر اور مہمان کی خاطر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو کچھ موجود ہوتا ہے وہ مہمان کے سامنے حاضر کرتا ہے۔الغرض مہمان نوازی، پشتونوں کی وہ خوئے دلنوازی ہے جو اس قوم کے رسم و رواج اور علم و ادب پر بھی کافی اثر انداز ہوئی ہے۔مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع کرنے میں، پشتون خوشی محسوس کرتے ہیں اور کسی بھی سنگین صورتحال میں اپنے مہمان پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتے۔اس سلسلے میں وہ کسی تعصب یا مصلحت کو کام میں نہیں لاتے۔مہمان خواہ کسی بھی ذات، نسل یا قوم سے تعلق رکھتا ہو۔یہ لوگ اسکی راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں اور اپنی جان جھوکوں میں ڈال کر مہمان کو تحفظ دیتے ہیں

دوسری جنگ عظیم کا واقعہ ہے۔انگریزوں نے حکومت افغانستان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان جرمن انجینئروں کو حوالے کر دے جو افغانستان میں ان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم چلا رہے ہیں۔افغانستان کے صدر سردار محمد ھاشم خان نے یہ مسئلہ لویہ جرگہ کے سامنے پیش کیا۔قومی رہنماؤں اور علماء پر مشتمل جرگہ نے فیصلہ دیا کہ مہمانوں کو ان کے دشمن کے حوالے کرنا پشتون روایات کے خلاف ہے۔البتہ ہمسائیگی کا لحاظ رکھتے ہوئے جرگہ نے جرمن انجینئرز کو وطن واپس بھیجنے کا مشورہ دیا وہ بحفاظت جرمنی پہنچے تو ہٹلر نے وائرلیس کے ذریعے افغانستان کے بادشاہ اور حکومت کا شکریہ ادا کیا۔

افسانوی شخصیت اسامہ بن لادن افغان مہمان پروری کی تازہ مثال ہے۔

پشتونولی میں ہر فرد کو پناہ دینے کا حق حاصل ہے اور کوئی بھی آدمی ضرورت کے وقت ہر طاقتور پشتون سے اس حق کا فائدہ اٹھا سکتا ہے خواہ وہ اس کا بدترین دشمن یا مخالف کیوں نہ ہو۔پشتونوں کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔کہ پناہ دینے والا اپنی جان پر کھیل کر پناہ گزین کی عزت و آبرو اور جان و مال کا دفاع کرتا ہے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ پناہ لینے والا پناہ دینے والے کا جانی دشمن، باپ، بھائی، بیٹے یا شوہر کا قاتل ہوگا لیکن راز افشا ہونے پر بھی پناہ دینے والے پشتون (مرد یا خاتون) کا ایمان متزلزل نہیں ہوگا۔اور غیر معمولی قوت برداشت کا مظاہرہ کر کے احسان جتائے بغیر

پناہ گیر کو تحفظ فراہم کرے گا۔

جب مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے حکم پر، صاحب سیف وقلم خوشحال خان خٹکؒ کو پابجولاں دہلی لے جایا گیا۔ اور اس کے اہل واعیال کو یرغمال بنانے کا فرمان شاہی جاری ہوا۔ تو انہوں نے اپنی عزت وآبرو بچانے کیلئے گھر بار چھوڑ کر علاقہ یوسفزئی میں پناہ لے لی۔ خوشحال خان خٹک اور یوسفزیوں کے درمیان کئی پشتوں سے دشمنی چلی آرہی تھی۔ لیکن یوسفزیوں نے خوشحال خان کے گھرانے کو بخوشی پناہ دی اور قدر واحترام کے ساتھ رکھا۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ کہ اورنگزیب بادشاہ ایک عظیم سلطنت کے فرمان روا ہیں۔ اور انہیں سنگین خطرات سے دوچار کر سکتے ہیں لیکن یوسفزیوں نے مغل دشمنی کی پرواہ نہیں کی اور اپنی پشتو نولی کو عزیز از جان رکھا۔ خوشحال خان خٹکؒ کو یوسفزیوں کا یہ احسان ہمیشہ یاد رہا۔

## بدل:

بدل کو قصاص یا انتقام بھی کہا جاتا ہے، جو پشتو نولی کا اہم جز ہے۔ بدل یا انتقام لینے کا جذبہ ہر پشتون کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا اور مچلتا رہتا ہے۔ پشتو کہاوت کے مطابق کوئی شخص سو سال بعد بھی اپنا بدلہ لے لے تو کہا جاتا ہے بڑی جلد بازی دکھائی۔ ہر پشتون فرض سمجھتا ہے کہ وہ اپنی، ذاتی، خاندانی یا قومی ہتک یا نقصان کا انتقام لے۔ کبھی کبھی یہ سلسلہ نسلوں تک جاری رہتا ہے۔ یہ وہ رواج ہے جس پر پشتو کی بہت سی رزمیہ اور بزمیہ نظمیں اور کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ ان روایات کی پاسداری میں تاریخ کے ہر دور نے چونکا دینے والے۔ نہایت دلچسپ اور لرزہ خیز واقعات کا مشاہدہ کیا ہے۔ بے جا نہ ہوگا۔ اگر اس سلسلے میں سلطان شہاب الدین غوریؒ کی مثال پیش کی جائے ۱۱۹۱ء میں سلطان کی فوج نے پرتھوی راج کے ہاتھوں شکست کھائی۔ دراصل جنگ کے دوران سلطان غوریؒ شدید زخمی ہوئے تو فوج کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ سلطان شہاب الدین نڈھال ہو کر غزنی لوٹ گئے۔ کچھ عرصہ بعد ہاتھ کا زخم تو بھر گیا۔ لیکن دل کے زخم ابھی تک ہرے تھے، سینے میں انتقام کی آگ سلگ رہی تھی۔ اس نے ایک ترکیب سوجھی۔ پہلے شکست خوردہ سپاہیوں کو ایسی عجیب وغریب سزائیں دیں۔ کہ ان میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ خود سلطان کا چین وسکون لٹ گیا تھا۔ جنگی تیاریاں مکمل کر کے اپنی افواج کو چوکس کر دیا۔ سپاہیوں کو ولولہ تازہ دیا۔ اسکا مقصد راجہ پرتھوی راج کو نیچا دکھانا نہیں تھا۔ وہ اس ذھنیت اور سر غرور کو خاک میں ملانا چاہتے تھے جس نے ہندوستان کے عوام کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ الغرض ایک سال بعد ۱۱۹۲ء میں دوبارہ حملہ کر کے شاندار فتح حاصل کی۔ نہ صرف اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا بلکہ اس فتح کی بدولت سلطان شہاب الدین غوریؒ نے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیاد بھی رکھ دی۔

ننواتی: (پچھتاوا)

اسلام نے بدلہ یا قصاص کی اجازت دی ہے لیکن ساتھ ساتھ عفو و درگزر کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔ معاف کرنے اور بخش دینے کو ترجیح دی ہے۔ پشتو نولی میں اس عمل کا نعم البدل ''ننواتی'' ہے۔ اس رسم کے تحت کوئی شخص یا جماعت کے لوگ اپنے کئے پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنی زیادتی پر پچھتاوا محسوس کرتے ہوئے معافی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ متاثرہ فریق یا اپنے مخالف دشمن کے گھر جا کر اعتراف جرم کرتے ہیں اور معافی طلب کرتے ہیں۔ ننواتی کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ تاہم متاثرہ فریق ''پشتونولی'' کے تحت اپنے گھر کی دہلیز پر کھڑے سوالی کو مایوس نہیں لوٹاتا۔ اسے گلے لگاتا ہے۔ اسی طرح ننواتی کی بدولت دشمنی، دوستی میں بدل جاتی ہے۔ منافرت ختم ہو جاتی ہے سینوں سے کدورتیں نکل جاتی ہیں اور دلوں کے آئینے شفاف بن جاتے ہیں۔ پاکستانی معاشرہ انہی روایات اور اخلاقی اقدار پر استوار ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی نظام اپنی قوموں کی زبان، تہذیب و ثقافت اور سماجی نفسیات کا لحاظ کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ جن کی ذات پاک شخصیت و عملیت کا حسین مرقع تھی۔ نے تالیف قلب کے مختلف طریقے اپنائے۔ حضور پاک ؐ نے اسلام کی دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے دوران مختلف قبائل کی جائز رسومات، عبادات اور رواجوں کو برقرار رکھا۔ ان کی عزت افزائی کی۔ انکے معاشرتی مقام و مرتبے کی رعایت کی۔ اور نظام اسلامیہ میں ان کو شریک کار ٹھرایا۔

یہی وہ زرین اصول ہیں جن کی بنیاد پر اسلامی فلاحی پاکستانی معاشرہ فروغ و استحکام پائے گا۔

---

# حوالے


(۱) پشتو زبان اور ادب کی تاریخ۔۔(محمد مدنی عباسی)　(اشاعت اول ۱۹۶۹ء)

(۲) ژوند ژواک (پشتو) محمد پردیش شاہین)

(۳) مجلہ 'پشتو' اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۵۸ء

(۴) ماھنامہ 'دعوہ' اسلام آباد (اپریل ۲۰۰۲ء)

(۵) تفسیر عثمانیؒ


---

بحث ونظر

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی *

قسط (4)

# عصر حاضر میں ثمن عرفی کیلئے معیار نصاب سونا ہے یا چاندی؟

(۲) اسی طرح ایک شخص کے پاس نقدی نصاب سے کم ہے مگر گھر میں بعض ایسی اشیاء جو حوائج اصلیہ کے علاوہ ہوں موجود ہیں اور ان اشیاء کی قیمت اس نقدی کے ساتھ ملا کر نصاب مکمل ہو جاتا ہے تو تب بھی اس شخص پر قربانی واجب ہے۔اب اگر وہ شخص قربانی کرے تو نقدی چلی جائے گی اور وہ مقروض ہو جائیگا اور اگر نہ کرے تو عنداللہ مجرم ہوگا

(۳) آج کل تقریباً ہر گھر میں ایک آدھ تولہ سونے کے زیورات ضرور موجود ہوتے ہیں اور سو دوسو روپے نقدی بھی ہر آدمی کے پاس ہوتی ہے جب اس ایک تولہ سونے کی قیمت لگائی جائے تو آج کل کے بھاؤ کے مطابق اس کے -/7500 روپے بن جائیں گے اور چاندی کے حساب سے نصاب تقریباً -/5500 روپے بنتا ہیں جس کی وجہ سے اس آدمی پر قربانی واجب ہو جائے گی اور اگر قربانی کے ایام نہ ہوں تو کم از کم سال بعد اسے زکاۃ دینا ہوگی۔جب کہ اس آدمی کی حالت یہ ہے کہ وہ صاحب اہل وعیال ہے اور خود زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اسپر زکوٰۃ لازم کرنا یسر نہیں بلکہ عسر ہے۔

(۴) اگر بالفرض اس کے پاس سونا نہ ہو مگر بعض ایسی اشیاء موجود ہوں جو حوائج اصلیہ سے زائد ہوں تو اب اگر اسکی قیمت کا اعتبار کرلیا جائے اور چاندی کے نصاب سے موازنہ کیا جائے تو یہ شخص اغنیاء میں داخل ہو جائے گا جس کی وجہ سے اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں جبکہ اس کے حالات زکوٰۃ لینے کے متقاضی ہیں۔

(۵) اگر ایک فقیر مسکین شخص کے گھر میں ایک دو بکریاں یا ایک گائے موجود ہو جو اسکی ضرورت سے زائد ہو اگر اسکی قیمت لگائی جائے تو اس پر قربانی لازم ہو جائے گی جو عسر (سختی) ہے لھذا آسانی اسی میں ہے کہ موجودہ کرنسی یا اموال تجارت کی زکوٰۃ کیلئے سونے کے نصاب کو بنیاد بنایا جائے۔کیونکہ اسی میں ان جملہ اشخاص کیلئے آسانی ہے ان کے لئے کوئی سختی نہیں۔

۵ پانچویں دلیل:

شرعی ذمہ داریوں اور دیگر امور میں جب کسی پر کوئی تکلیف آتی ہے اور وہ امر اس کیلئے تکلیف اور ضرر کا

---

* مفتی ومدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

باعث بنتا ہے تو اس کا ازالہ کرنا شرعاً وعقلاً دونوں طرح لازمی ہے اس کیلئے فقہاء کرام نے ایک قاعدہ لکھا ہے کہ "الضرر یزال" (الاشباہ و النظائر ج ا ' ص ۲۵۰) کہ جب کسی پر ضرر (تکلیف) آجائے تو اس کو زائل کیا جائے گا پھر خاص کر جب وہ ضرر عام ہو جائے اور لوگوں کا اس میں ابتلاء زیادہ ہو' آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے جس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں حاکم نے مستدرک میں دار قطنی اور بیہقی اپنے اپنے تصانیف میں روایت کی ہے کہ لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام، (الحدیث) ترجمہ۔ اسلام میں ضرر یا دوسرے کو اضرار دینا نہیں۔

ابواب الفقہ میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں کہ ابتداء ان کا حکم کچھ تھا لیکن پھر ضرر اور تکلیف دہ ہونے کے ناطے سے اس کا ابتدائی حکم تبدیل کیا گیا۔ مثلاً علامہ حمویؒ نے لکھا ہے کہ

"وفی النوازل، کتب الفاتحة بالدم علی الجبهة یجوز ولو کتب بالبول ان عرف ان فیه شفاء فلا باس لکن لم ینقل و هذا لان الحرمة تسقط عند الاستشفاء الا تری ان العطشان یرخص له شرب الخمر و للجائع المیتة' (حموی علی الاشباه ج ۱۰ ص ۲۵۱ القاعدة الخامسة)

ترجمہ۔ نوازل میں ہے کہ پیشانی پر خون کے ساتھ فاتحہ لکھنا جائز ہے اور اگر پیشاب کے ساتھ لکھے اس شرط پر کہ اس میں شفاء ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر چہ یہ منقول نہیں ہے مگر کسی چیز کی حرمت استشفاء کے وقت ساقط ہو جاتی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پیاسے کے لئے شراب پینا اور بھوکے کیلئے مردار کھانا جائز ہے۔

۲۔ اور آگے لکھتے ہیں، فی اللالی التداوی بلبن الاتان اذا اشار الیه لا باس به (حموی علی الاشباه ج ۱۰ ص ۲۵۱، القاعدة الاخامسه)

ترجمہ۔ اللالی میں لکھا ہے کہ اگر گدھی کے دودھ میں تداوی کا مشورہ دیا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں حالانکہ گدھے کے گوشت کی طرح اس کا دودھ بھی صحیح نہیں ہے مگر ازالہ ضرر کے لئے اس کا پہلے والے حکم کو ختم کر کے دوسرا حکم لایا گیا۔

۳۔ اسی طرح خود علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

یبتنی علی هذه القاعدة کثیر من ابواب الفقه فمن ذلک الرد بالعیب و جمیع انواع الخیارات و الحجر بسائر انواعه علی المفتی به و الشفعة فانها للشریک لدفع ضرر القسمة و للجار لدفع ضرر الجار السوء اذا بجیر انها تغلو الدیار مرخص و القصاص و الحدود الکفارات و ضمان المتلفات (الاشباه و النظائر ج ا ص ۲۵۰ القاعدة الخامسة)

ترجمہ۔ اس قاعدہ پر بہت سارے فقہی ابواب مبنی ہیں اس میں عیب کی وجہ سے مبیعہ کو واپس کرنا' تمام خیارات اور حجر

کے تمام انواع مفتی بہ قول کے اعتبار سے حق شفعہ شریک کو تقسیم میں موجودہ ضرر شفع کے لئے کیا گیا ہے۔ اور پڑوسی کو خراب پڑوسی کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے ہی مشروع ہے۔ اسی طرح قصاص، حدود، کفارات اور تلف شدہ اشیاء میں ضمان وغیرہ کے مسائل بھی اس قاعدہ پر مبنی ہیں ۔

جب اتنے سارے ابواب الفقہ کی بنیاد اس قاعدہ پر ہے اور اسی وجہ سے وہ مشروع یا ممنوع قرار پائے ہیں تو غور وفکر کرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ دور میں چاندی کے نصاب کو معیار بنانے میں بھی ضرر ہے تو یہ قاعدہ اس ضرر کو زائل کرنے کا متقاضی ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ جس نصاب میں یسر یعنی آسانی ہے اس کو معیار نصاب بنایا جائے۔ جس طرح ان جملہ نظائر کا ابتداً الگ حکم تھا اور پھر اس میں ضرر پیدا ہوتو ضرر کی بنا پر وہ حکم تبدیل ہو کر دوسرا قرار پایا گیا۔ تو یہاں بھی ایسا کرنا چاہیے۔

(۶) چھٹی دلیل اسی طرح جہاں مفاسد اور مصالح جمع ہو جائیں تو اسلام نے دفع مفسدہ ،یعنی فساد کو ختم کرنے کو مقدم کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا نہ ہوں اور جملہ معاشرہ ہر قسم کے فتنہ وفساد سے بالکل پاک وصاف ہو: درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح ،یعنی اذا تعارضت مفسدۃ و مصلحۃ قدم دفع المفسدۃ غالباً؛ ( الاشباہ و النظائر ج ۱ ص ۲۶۴)

ترجمہ۔ مفاسد کو ختم کرنا مصالح کے پیچھے پڑنے سے اولیٰ ہے یعنی جب کسی جگہ فساد اور مصلحت کا تعارض آجائے تو دفع فساد کو مقدم کیا جائے گا۔

بایں بناء اگر ظاہری اعتبار سے چاندی کے نصاب کو معیار بنانے میں فقراء کا فائدہ ہے اور فقہاء کرام کا قول انفع للفقراء بھی مصلحتاً اسی کا تقاضا کرتی ہے مگر دوسری طرف اسی کو معیار نصاب بنانے میں مفاسد بھی بہت سارے ہیں جو آگے ذکر کئے جائیں گے تو اس قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس نصاب کے معیاریت کے لئے مفاسد رکھیں جائیں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ چاندی کے بجائے سونے کو معیار نصاب بنانا زیادہ مناسب ہے۔

(۷) ساتویں دلیل

فقہی مسائل میں جب مشقت پیدا ہو جائے تو اس میں تیسر ( آسانی ) پیدا کی جاتی ہے تاکہ لوگ مشقت وتکلیف میں مبتلا نہ ہوں قرآن کریم نے لوگوں کو طاقت کے موافق مکلّف بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا (الایۃ) ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی اس کے طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کیا'

تو اس مشکل کو حل کرنے کیلئے فقہاء کرام نے قاعدہ لکھا ہے۔'المشقۃ تجلب التیسیر " ( الاشباہ و النظائر ج ۱ ص ۲۳۶) ترجمہ۔ مشقت آسانی لاتی ہے۔

اس قاعدے کی رو سے بھی سونا مروجہ کرنسی اور اموال تجارت کے لئے سونے کے نصاب کا معیار بننے کا

متقاضی ہے۔ کسی معاملہ میں آسانی پیدا کرنا عادت خداوندی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر " الآیۃ یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمھارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔ اور فرماتے ہیں "ما جعل علیکم فی الدین من حرج (الآیۃ)
یعنی اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی سختی (حرج) نہیں رکھی اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ

احب الدین الی اللہ تعالیٰ الحنفیۃ السمحۃ' الحدیث (کلھم فی الاشباہ و النظائر ج ۱ ص ٦٢٢) اللہ تعالیٰ کے ہاں سیدھا اور آسان دین زیادہ محبوب ہے۔ جب دین میں یسر ہے تو ظاہر ہے کہ جب جس مسئلہ میں یسر اور عسر کا تعارض آجائے تو یسر کو ترجیح دی جائے گی۔

اسی وجہ سے فقہاء احناف نے اس شخص سے زکوٰۃ ساقط ہونے کا فتویٰ دیا ہے کہ جس کا مال وجوب زکوٰۃ کے بعد ہلاک ہو جائے، اور مال ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا ہو۔

علامہ حموی فرماتے ہیں؛

اذا ھلک النصاب بعد التمکن من اداء الزکوٰۃ ولم یود سقطت عنہ الزکوٰۃ عندنا لعدم بقاء القدرۃ المیسرۃ التی ھی وصف النماء لانھا کانت ممکنا بدونہ فشرط النماء لیکون المودی عنہ و الواجب اذا وجب بصفۃ الیسر لا یبقی عند انتفائھا و الا لا نقلب الیسر عسراً (شرح الاشباہ و النظائر ج۱ ص ۲۳۴ القاعدۃ الرابعۃ)

ترجمہ۔ جب اداء زکوٰۃ کے نصاب پر تمکن کے بعد وہ ھلاک ہو جائے اور ابھی تک اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہو تو اس سے ہمارے ہاں زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ ابھی اس کو آسانی سے ادائیگی پر قدرت نہیں، جو نماء کی صفت ہے اس لئے کہ بغیر اس کے بھی نماء کا شرط ممکن ہے کہ زکوٰۃ اسی سے اداء کی جائے اور واجب جب صفت یسر کے ساتھ موصوف ہو جائے تو یسر کے انتہاء سے وہ خود منتفی ہو جائیگا ورنہ بصورت دیگر یسر عسر میں تبدیل ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء احناف نے عسر اور عموم بلویٰ کو اسباب تخفیف میں شمار کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں،

واعلم ان اسباب التخفیف فی العبادات و غیرھا سبعۃ ......السادس العسر و عموم البلوی کالصلوٰۃ مع النجاسۃ المعفو عنھا کما دون ربع الثوب من مخففۃ و قدر الدرھم من المغلظۃ و نجاسۃ المعذور التی تصیب ثیابہ و بول ترشش علی الثوب قدر رؤس الابر و طین الشوارع الخ (شرح الاشباہ و النظائر ج ۱ص ۲۲۸)

ترجمہ: جان لو کہ بیشک عبادات میں تخفیف کے اسباب سات ہیں ۔۔۔ان میں سے چھٹا عسر اور عموم بلویٰ ہے جیسے معفو نجاست کے ساتھ نماز پڑھنے کا جواز، جو نجاست خفیفہ میں ربع سے کم ہو اور نجاست غلیظہ میں مقدار درھم سے کم ہو

،اور معذور کی نجاست جو اس کے کپڑوں کو پہنچے اور اسی طرح پیشاب کے قطرے کو سوئی کے سر کے برابر ہو اور راستوں کے کیچڑ کے ساتھ نماز پڑھنے کا جواز وغیرہ۔

جب اتنے سارے مسائل میں باوجود نجس غلیظ تخفیف اور یسر کی وجہ سے معفو قرار دیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز میں بھی عسر اور تنگی آجائے تو اس میں تخفیف کی گنجائش ہے، آج کل چاندی کے نصاب کو معیار بنانے میں بھی عسر سامنے آچکا ہے اس عسر کی وجہ سے بہت سارے لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے محروم ہیں چاندی کے معیار نصاب کے مطابق اکثر لوگ صاحب نصاب ہیں مگر ظاہر مفلسی کی وجہ سے زکوۃ ادا نہیں کرتے بلکہ الٹا صاحب ثروت لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے ہیں۔لھذا یہ مسئلہ بھی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ اس میں بھی یسر پیدا کر کے سونے کو معیار نصاب بنایا جائے۔تاکہ جو لوگ مہنگائی اور مفلسی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہوں اور وہ چاندی کے نصاب کے مطابق مالدار ہیں، جرم وسزا سے بچ جائے اور ان کے لئے کچھ آسانی پیدا ہو۔اور ویسے بھی چاندی کو معیار نصاب بنانا مجتہد فیہ مسئلہ ہے فقہاء کرام نے اپنے اجتہاد سے فقراء کی حاجت کو دیکھ کر چاندی کو معیار نصاب قرار دیا تھا۔اجتہاد اس وقت تک کارآمد رہتا ہے جب تک اس پر عمل آسان ہو اور جب اس پر عمل کرنا مشکل ہو جائے تو اس پر عمل ترک کیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ اجتہاد کر کے حالات کے تقاضوں کے موافق اس امر کا حکم تلاش کیا جاتا ہے اور ویسے بھی اسلام میں حالات کی تبدیلی سے اجتہادی احکامات میں تبدیلی لازمی امر ہے۔

## آٹھویں دلیل

ان دلائل کے پیش نظر اور ضرورت کے تحت ہمارے برادر اسلامی ملک کویت نے مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا قرار دیا ہے اور اس کو قانونی شکل دی ہے۔چنانچہ وزارت الاوقات والسئون الاسلامیۃ سے جاری شدہ رسالے میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

اذا بلغ مایملکه المسلم منها ما قیمته عشرون مثقالاً من الذهب فنحسب البنکنوت علی اساس نصاب الذهب لان لها مقابلا ذهبیا فی بنک الدولة هو مایسمیه الاقتصاد یون بالغطاء الذهبی ......وعلی هذا یجب ان یراعی کل انسان القیمة السائدة للذهب فی بلده وقت اخراج الزکوٰة (بحوالہ منہاج ص ۱۰ اپریل ۱۹۹۶ء تاجون)

جب کوئی مسلمان بیس مثقال (ساڑھے سات تولہ) سونا کی قیمت کا مالک ہو تو ہم اس سونے کی قیمت پر بینک نوٹ کا حساب کریں گے۔کیونکہ اسٹیٹ بنک اسی سونے کے مقابلے کرنسی جاری کرتا ہے اور معیشت دانوں نے اس کا نام سونے کا غلاف رکھا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کے وقت ہر آدمی سونے کی رائج الوقت

قیمت کا لحاظ رکھے۔

نویں دلیل:

اسی طرح اسلام نے جتنے بھی احکامات کی ادائیگی بنی نوع انسان کے ذمے لاگو کئے ہیں۔ تو اس میں دونوں طرف کا لحاظ رکھا گیا ہے مثلاً زکوۃ کو لیا جائے تو اس میں بھی امیر اور فقیر دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ زکوۃ امیر اور صاحب نصاب اشخاص سے لی جائے اور فقراء و مستحقین میں تقسیم کی جائے اسی طرح رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام نے زکوۃ کی وصولی کے لئے جتنے عاملین مقرر کئے تھے۔ ان سب کو یہ حکم تھا کہ زکوۃ میں متوسط درجے کا مال وصول کیا کریں، اعلیٰ قسم کا مال بھی نہ لو اس لئے کہ اس میں صاحب مال کا نقصان ہے اور ردی مال بھی نہ لو اس لئے اس میں فقراء کا نقصان ہے درمیانہ مال وصول کرو تا کہ کسی کو ضرر و نقصان نہ پہنچے گو کہ اس میں نہ فقیر کی حق تلفی ہو اور نہ امیر اور صاحب نصاب کو نقصان ہو۔

چنانچہ امام داؤدؒ نے مراسیل میں حضرت عروہؒ سے ایک روایت نقل کی ہے:

عن عروة ان النبی ﷺ بعث رجلاً علی الصدقة و امره ان لا یا خذ البکر و الشارف و ذا العیب و ایاک و حذرات انفسھم (اعلاء السنن ۴٦/۹)

حضرت عروۃ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ وہ نو جوان اور بوڑھی اور عیب دار اونٹنی نہ لے اور اپنے آپ کو ان کو بہترین مال سے بچائیں۔

اس طرح امام ابوداؤد نے ایک اور روایت نقل کیا ہے:

عن عبداللہ بن معاویة الغافری عن غاضرة بن قیس قال: قال النبی ﷺ ثلاث من فعلھن فقد طعم طعم الایمان من عبداللہ وحدہ و انہ لا الہ الا اللہ و اعطی زکوۃ مالہ طیبة بھا نفسہ رافدة علیہ کل عام و لا یعطی الھرمة و لا الدرنة و لا المریضة و لا الشرط اللئمة و لکن من وسط اموالکم فان اللہ لم یسالکم خیرہ و لا یأمرکم بشرہ۔ (ابو داؤد ۲۳/۱ اعلاء السنن ۴۸/۹)

ترجمہ: غافرۃ قیس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تین کام کرے گا وہ ایمان کا مزہ چکھے گا۔

(۱) جس نے اللہ تعالیٰ کی اکیلے عبادت کی اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(۲) اور اپنے مال کی زکوۃ خوشی سے ہر سال دیتا رہا۔ جسمیں اس نے عمر رسیدہ، ردی، بیمار جانور نہ دیا اور نہ بیکار حصہ دیا بلکہ اپنے درمیانہ مال سے دیا بیشک اللہ تعالیٰ نہ تم سے بہترین چیز کا سوال کرتا ہے اور نہ بے کار چیز کے دینے کا حکم دیتا ہے۔

اسی طرح علامہ عثمانیؒ نے امام طحاویؒ کے حوالہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک مکتوب نقل کیا ہے۔

حديث انس في كتاب الفرائض التي كتبه ابو بكر الصديق حين وجه أنساً الى البحرين وفيه "لا يوء خذ في الصدقة هرِمة ولاذات عوار ولا ضبس الغنم. (اعلاء السنن ۹/۴۷)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب حضرت انسؓ کو بحرین کی طرف عامل بنا کر روانہ کیا تو ان کو ایک مکتوب عنایت فرمایا جس میں لکھا تھا کہ تم زکوٰۃ میں عمر رسیدہ' عیب دار جانور اور بکریوں میں بکرے کو نہ لو۔

ان تینوں روایات سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے امیر کا خیال بھی رکھا ہے کہ کہیں اس کو ضرر نہ ہو اور جہاں جہاں اسکو ضرر رہو وہاں وہاں اس کو بچانے کا حکم دیا ہے کہ عامل اس کو ضرر دے کر عمدہ مال وصول نہ کرے بلکہ اسکا خیال رکھے اس لئے علامہ کاسانیؒ نے لکھا ہے:

ومنها ان يكون وسطاً ليس للساعي ان تاخذا الجيد ولا الردى الامن طريق التقويم برضا صاحب المال لماروى عن رسول الله ﷺ انه قال للسعاة اياكم وحرازت اموال الناس وخذوا من اوساطها وروى انه قال للساعي اياك و كرائم اموال الناس وخذ من حواشيها واتق دعوة المظلوم فانها ليس بينها وبين الله حجاب (بدائع الصنائع ۲/۳۳)

زکوۃ کی وصولی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کا مال متوسط ہو' عامل جید اور ردی مال وصول نہ کرے گا ہاں قیمت میں اور وہ بھی اس وقت جب صاحب کو مال کی رضا سے ہو تو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاملین کو فرمایا کہ لوگوں کے عمدہ اموال لینے سے بچتے رہو بلکہ درمیانہ مال وصول کرو ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عامل سے فرمایا کہ اپنے آپ کو لوگوں کے عمدہ اموال سے بچا ان سے درمیانہ مال وصول کرو اور مظلوم کی بد عائی سے بچو اس لئے کہ اس کی بد دعا اور اللہ کے مابین کوئی حجاب نہیں۔

بلکہ علامہ صاحب ایک اور روایت نقل کرتے ہیں :

وفي الخبر المعروف انه رأى في ابل الصدقة ناقة كوماء فغصب على الساعي وقال ألم انهكم عن اخذ كرائم اموال الناس (بدائع الصنائع ۲/۳۳)

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں میں ایک مضبوط اونٹنی کو دیکھا تو عامل پر غصہ ہوئے اور فرمایا کیا میں نے تم کو لوگوں کے عمدہ مال لینے سے منع نہیں کیا تھا۔

علامہ صاحب خود اس نہی کی علت بیان کرتے ہیں: لان مبنى الزكاة على

مراعاة الجانبين وذلك في اخذ الوسط لما في اخذ الخيار من الاضرار بارباب الاموال وفي اخذ الارذال من الاضرار بالفقرا فكان نظر الجانبين في اخذ الوسط (بدائع الصنائع ۲/۳۳)

بیشک زکاۃ کا مبنی یہ ہے کہ اس میں جانبین کی رعایت ہو اور یہ رعایت وسط مال کے لینے میں ہے اس لئے عمدہ مال لینے میں ارباب اموال کو ضرر ہے اور بے کار مال لینے میں فقرأ کو ضرر ہے اور یہ جانبین کی رعایت صرف درمیان مال لینے میں ہے۔

اس لئے فقہاء احناف نے عمدہ مال لینے سے منع کیا ہے تاکہ ارباب اموال کو ضرر نہ ہو۔

وكذ فسره محمد في المنتقي ولا يوخذ في الصدقة الربي بضم الراء ولا الماخض ولا الاكيلة ولا فحل الغنم قال محمد الربي التي تربي ولدها والاكيلة التي تسمن للاكل والماخص التي في بطنها ولد (بدائع الصنائع ۲/۳۳)

محمد نے منتقی میں اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ صدقہ میں ربی ماخض اور اکیلۃ' جانور اور بکریوں کے تیس (بکرا) نہ لیا جائے محمد کہتا ہے کہ ربی وہ ہے جو بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اکیلۃ وہ ہے جس کو ذبح کرنے کے لئے موٹا کیا گیا ہو اور ماخض وہ ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ زکوۃ کے معاملہ میں جانبین کی رعایت کی جائے گی صرف انفع للفقراء کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ ارباب اموال کی اضرار کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا اب جب ہم چاندی کے معیار نصاب بننے پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا معیار بنانا نہ صرف ارباب اموال کے لئے مضر ہے بلکہ موجودہ حالات کے مطابق فقراء کیلئے بھی مفید نہیں اس لئے اب یہ روایات اس بات کا متقاضی ہیں کہ سونے کو موجودہ کرنسی اور دیگر اموال تجارت کیلئے معیار نصاب قرار دیا جائے اور اس میں جانبین کا لحاظ ہے اور اسی سے فلسفہ زکوۃ پورا ہوگا۔

دسویں دلیل:

اسی طرح اسلام نے زکوۃ مالدار پر فرض کیا ہے کہ اغنیاء اپنے اموال کا بعض حصہ فقراء کو دیں تاکہ انکی حاجت روائی ہو جائے اسی وجہ سے شریعت مقدسہ نے نصاب متعین کیا کہ اتنے مقدار مال کا مالک صاحب نصاب غنی ہے اور جس کے پاس اتنا مال نہ ہو وہ غنی نہیں۔ اسی طرح اس کی ادائیگی کے لئے مختلف قسم کی شرائط قائم کی۔

نقد میں سے چاندی کا نصاب ۱/۲ ۵۲ تولہ اور سونے کا کا نصاب ۱/۲ ۷ تولہ رکھا' اس وقت ان دونوں دھاتوں کی قیمت اتنی مقدار میں برابر تھی یعنی بیس مثقال (۲۰۰ سو) دراھم کے مساوی تھے' مگر زمانہ کے مرور کے ساتھ ساتھ چاندی کی قیمت گھٹتی گئی۔ علامہ قرضاوی نے لکھا ہے کہ دور خلفاً راشدین میں ایک دینار بارہ دراھم کے برابر

ہوا۔ پھر پندرہ کے پھر بیس کے پھر تیس کے حتیٰ کہ اس دور میں زمین وآسمان کا فرق ہوا۔ کہ ۱/۲ ۵۲ تولہ کی قیمت ۵۰ ریال اور ۱/۲ ۷ تولہ کی قیمت ۱۵۰۰ یا اس سے زیادہ ریال۔ (فتاویٰ معاصرہ ۱ ۲۸۶)

تو ۵۰ ریال کے مالک کو کوئی بھی مالدار نہیں کہے گا اور نہ کہتا ہے اور یہ فلسفہ نظام زکوۃ کے خلاف ہے' اگر اب بھی چاندی ہی کو معیار نصاب قرار دیا جائے تو یہ حکم حکمت وفلسفہ زکوۃ کے خلاف ہوگا الٹا فقراً پر بھی زکوۃ دینا لازم ہو جائے گی جبکہ زمانہ کے حالات کے پیش طرف وہ خود زکوۃ لینے کا حقدار ہے۔ لہذا ان دلائل کے پیش نظر حالات کے تقاضوں کے موافق مناسب یہی ہے کہ موجودہ دور میں اموال تجارت اور مروجہ کرنسی کے لئے سونے کے نصاب کو معیار قرار دیا جائے اس لئے کہ اس دور میں چاندی کے نصاب کو معیار قرار دینے میں بہت سارے مضرات کا سامنا ہے۔

<u>چاندی کے نصاب کے مضرات:</u>

موجودہ دور کے حالات کو مدنظر رکھ کر چاندی کے نصاب کو معیار بنانے میں کئی مضرات کا سامنا درپیش ہے جس میں چند بطور نمونہ ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اگر چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے تو یہ نصاب صرف زکوۃ کے لئے نہیں ہوگا بلکہ قربانی اور صدقہ فطر کے لئے بھی ہوگا اگرچہ اضحیۃ (قربانی) اور صدقۃ فطر زکوۃ سے دیگر شرائط میں مختلف ہیں۔

(ا) مال پر سال کا گزر جانا زکوٰۃ میں ضروری ہے اور قربانی یا صدقۃ فطر میں شرط نہیں لہذا اگر کوئی شخص عیدالاضحیٰ کے دن ۶۰۰۰ روپے کا مالک ہوا تو اس پر قربانی واجب ہے جبکہ یہ شخص اس رقم سے اپنے اہل عیال کے نان ونفقہ پورا کرنے کیلئے زیادہ محتاج ہے۔

(ب) زکوۃ کے نصاب میں نمو اور نیت تجارت شرط ہے بخلاف قربانی کے کہ وہاں نمو اور نیت تجارت کی کوئی شرط نہیں بغیر اس کے بھی اس مال میں قربانی واجب ہے' بشرطیکہ وہ حوائج اصلیہ سے زائد ہو۔ لہذا اگر کسی کے گھر میں ایک گائے سے زائد گائیں یا دیگر سامان ہو اور ان کی قیمت ۵' ۶ ہزار کے برابر ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے جبکہ اس آدمی کے پاس قربانی کیلئے نقد رقم نہیں تو لازماً اس گائے یا سامان کو فروخت کرنا پڑے گا جو ضرر سے خالی نہیں ہے۔

۲۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ایک تولہ سونا ہو اور ۱۰' ۲۰ روپے نقدی ہو تو اس شخص پر بھی قربانی واجب ہے جبکہ وہ مفلس آدمی ہے اپنی اولاد کو دو وقت کی روٹی مہیا نہیں کر سکتا تو اسے لازماً قربانی کے لئے سونا فروخت کرنا پڑے گا جو زمانہ کے لحاظ سے ضرر اور بسا اوقات سبب فتنہ وفساد ہے۔.......................... (جاری ہے)

خط و کتاب کرتے وقت اپنا
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ڈاکٹر اصغر حسن، حافظ آباد

# دوسری عظیم ماں

اے ماں! تو بہت عظیم ہے، محبت، پیار اور شفقت کی فلک بوس چوٹیاں صرف اور صرف تیرے اندر نظر آتی ہیں، تیرا کوئی نعم البدل نہیں، جذبہ ایثار کے انبار کوئی دیکھنا چاہے، تو تیرے دل میں جھانک لے، تو اپنے بچوں کے آرام کے لئے ہر طرح کی تکالیف اٹھاتی ہے، اپنے جگر کے ٹکڑوں کے لئے راتوں کو جاگتی ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں تیری سچی محبت نصیب ہوتی ہے، تو واقعی ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں ہے یہ سچ ہے کہ تیرے قدموں میں جنت ہے، اور یہ بھی سچ ہے کہ تیرے وجود سے یہ دنیا جنت ہے، تو جس انداز سے اولاد کی پرورش کرتی ہے اور کوئی نہیں کرسکتا، اولاد اگر نافرمانی بھی کرے تو پھر بھی اولاد کے لئے نیک دعائیں مانگتی ہے۔ اولاد کو پہنچنے والی کوئی تکلیف تجھ سے برداشت نہیں ہوتی، تو چاہتی ہے کہ تجھ سے کوئی ساری دولت لے لے اور تمہاری اولاد کو ہمیشہ کے لئے پریشانیوں سے بچالے، اولاد کو ساری زندگی دیکھنا تیری بہت بڑی آرزو ہے، تو اولاد کے لئے دعائیں مانگتی تھکتی نہیں، تو واقعی بہت عظیم ہے۔

لیکن اے ماں! جب بچہ تیری محبت اور شفقت کے سایہ میں پرورش پاکر لڑکپن میں داخل ہوتا ہے تو تو اسے دوسری ماں کے حوالے کردیتی ہے، پہلے بچہ کو سینہ سے لگائے رکھنا، پھر دوسری ماں کا حوالے کردینا بظاہر حیرت کی بات ہے، لیکن ہمیں معلوم۔ تو ایسا کیوں کرتی ہے۔ دراصل تو اپنے لخت جگر کو مزید خوبصورت بنانا چاہتی ہے، اور یہ کام صرف اور صرف دوسری عظیم ماں ہی کرسکتی ہے، یہ دوسری ماں کون ہے؟ یہ دوسری ماں اسلامی درسگاہ ہے جو بچے کے قلب و ذہن اور روح کو مزید ایسا حسن دیتی ہے جو کوئی اور درسگاہ نہیں دے سکتی، جنم دینے والی وہ ماں بہت خوش قسمت اور دانشور ہے جو اپنی اولاد کو مناسب وقت پر دوسری ماں کے حوالے کرتی ہے، اور وہ بچے بھی یقیناً خوش قسمت ہیں جو ایک شفیق ماں کی نرم نرم گود میں پرورش پاکر دوسری عظیم ماں کے سایہ میں آجاتے ہیں اور اپنے حسن میں نکھار پیدا کرلیتے ہیں، یہ دوسری ماں اذہان کو پاکیزگی عطا کرکے خوبصورت زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھاتی ہے، بہترین اخلاق پیدا کرکے معیاری گفتگو کے طریقے اور سلیقے بتاتی ہے، امن و آشتی سے رہنے کا حق سکھاتی ہے، یقیناً یہ دوسری ماں بھی جنم دینے والی ماں کی طرح بہت مہربان بہت پیار کرنے والی بہت شفیق اور زندگی سنوارنے والی ہے، جو اس کے سایہ میں آتا ہے، زندگی سنوار لیتا ہے، جس گود میں قرآن وسنت کی خوشبو ہو وہ گود مبارک اور جسے یہ گود نصیب ہو وہ انتہائی خوش قسمت۔

دوسری عظیم ماں دہشت گرد یا تخریب کار نہیں بناتی' بلکہ اپنی خوبصورت تعلیم وتربیت سے نامور دانشور اور عظیم دینی سکالرز بناتی ہے' اور یہ سلسلہ صدیوں سے چلا آرہا ہے' اگر قرآن وسنت کی روشنی پھیلانے والی درسگاہیں نہ ہوتیں تو دینی سکالرز نہ ہوتے' اور دینی سکالر نہ ہوتے تو آج ہماری زندگی میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا' خدا کرے یہ مائیں اپنی تمام صفات کے ساتھ قائم ودائم اور دشمنوں سے محفوظ رہیں' انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جسے قدرت نہ مٹانا چاہے اسے کوئی نہیں مٹا سکتا' کسی کی سازش کامیاب نہیں ہوسکتی' آج تک کسی نے دینی درسگاہ کا وجود ختم ہوتے نہیں دیکھا جس چیز میں خوبیاں ہی خوبیاں ہوں وہ ہمیشہ پھلتی پھولتی ہے اور ترقی کی راہ پر رواں دواں رہتی ہے۔

غیر مسلم یورپین ماں مصنوعی خوبصورتی کے لئے صرف میک اَپ کا سہارا لیتی ہے' جبکہ مسلم ماں قلب وذہن کو پاک صاف کرکے دائمی حسن پیدا کرتی ہے' غیر مسلم چاہتے ہیں کہ مسلم مائیں بھی ماڈرن ہوجائیں' نہ اپنا دودھ پلائیں' نہ قرآن وسنت کی روشنی میں بچے کی پرورش ہو' نہ بچہ صحیح معنوں میں انسان کا بچہ بنے' غیر مسلم اپنی اس سازش اور ناپاک عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ مسلم عظیم ماں ہمیشہ عظیم رہے گی۔

موتمر المصنفین کی تازہ عظیم اور شاہکار پیشکش

**اہل علم حضرات کیلئے ایک عظیم خوشخبری**

**حقائق السنن**

**(شرح جامع السنن للامام الترمذی)**

جو کئی سالوں سے نایاب تھی الحمدللہ دوبارہ

زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہے

علماء کرام' طلباء کرام اور دوسرے حضرات یہ کتاب جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور قریبی کتب خانہ سے جلد ہی طلب فرمائیں۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' ضلع نوشہرہ' سرحد پاکستان

جناب شفیق الدین فاروقی

# دارالعلوم کے شب وروز

**عصری علوم میں اعلیٰ کارکردگی کے مظاہرے پر جامعہ حقانیہ کیلئے ایوارڈ** دارالعلوم حقانیہ میں جدید تقاضوں اور موجودہ دور کی نئی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عصری علوم کی ترویج کیلئے مدرسہ کے منتظمین نے ہمیشہ کشادہ ذہنی سے کام لیا ہے۔ انہی سرگرمیوں کے سلسلے میں جامعہ میں ''انگلش لینگویج'' کے مضمون کو اہمیت کے ساتھ شروع کیا گیا تھا۔ سابقہ سال کی بہترین کارکردگی پر انگلش لینگویج کے مضمون پر جامعہ کو ایک میڈل عطا کیا گیا' جس کی تقریب مورخہ ۳۱ جنوری کو لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں اہل علم وسکالروں نے شرکت کی۔ اس پروجیکٹ کے صدر ونگران اعلیٰ جسٹس (ر) خلیل الرحمان خان ریکٹر انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے دیئے گئے۔ اس اعزاز کو جامعہ کے استاد انگلش لینگویج مولانا محمد ایاز صاحب نے القلم ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ''القلم ایجوکیشنل کانفرنس'' بسلسلہ یوم تاسیس پر جناب ملک معراج خالد وزیر تعلیم پنجاب سے اپنا اعزاز وصول کیا' کانفرنس میں جامعہ کی کارکردگی کو سراہا گیا اور مہتممین حضرات' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب' حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی ان کاوشوں پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور اس کامیابی پر انہیں مبارکباد پیش کی گئی۔

**حضرت مولانا محب الرحمان قریشی کا سانحہ ارتحال** وارثین انبیاء کا ایک اور راہی داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف چل پڑا۔ استاذ الحدیث حضرت مولانا محب الرحمان قریشی جو کہ جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کے سسر' دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے تلمیذ رشید تھے۔ عمر کا اکثر وبیشتر حصہ خاموشی سے علوم دینیہ خصوصاً احادیث نبویؐ کے پھیلانے میں گزار کر لاہور میں مورخہ ۱۸ جنوری ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم ہونے سے پہلے ولی کامل حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ امرتسری سے قرابت داری کے قریبی رشتہ موجود تھا۔ ہری پور ہزارہ میں سکونت کے دوران اپنا تجارتی سلسلہ قائم رکھتے ہوئے سکندر پورہ' مشہور دینی ادارہ میں طویل عرصہ درس حدیث کے مشغلہ بلا اجرت ومشاہرہ برقرار رکھا۔ لاہور نقل مکانی کے بعد یہی درس وتدریس شوق و ولولہ غالب رہا مستند وقابل حکیم ہونے کے ناطے طب کے مشغلے بھی جاری رکھتے ہوئے جب تک صحت مند رہے مدرسہ الفیصل للبنات ماڈل ٹاؤن لاہور اور جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور کی طالبات وطلباء کو اپنے علوم سے مستفید فرمانے کیلئے روزانہ ان اداروں میں آنے جانے کا معمول رہا۔

مرحوم انتہائی ملنسار' خاموش طبع اور قابل وجہد عالم ومدرس تھے' قحط الرجال کے اس دور میں ان کی جدائی بڑا سانحہ فاجعہ ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ الحق کے تمام متعلقین حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحیم' مرحوم کے اعزہ واقارب کے ساتھ شریک تعزیت اور ان کے رفع درجات کے لئے دست بدعا ہیں۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے ایک عظیم علمی و تحقیقی تحفہ

جامعہ حقانیہ کے جید علمأ کرام مفتیان عظام کی نصف صدی کی کاوشوں کا شاہکار

# فتاویٰ حقانیہ

**تین ہزار چھ سو صفحات** — **چھ جلدوں میں**

فتاویٰ اور فقہ کی دنیا میں ایک مبارک اور دلاویز اضافہ یعنی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فتاویٰ جو کہ ہزاروں مسائل، فقہی جزئیات، علمی تحقیقات اور دیگر بے شمار خصائص و نوادرات پر مشتمل ہے گزشتہ سال محرم الحرام میں منظر عام پر آیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی شرف قبولیت نواز کہ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ۷۔۸ ماہ میں کی قلیل مدت میں ختم ہو چکا ہے اب

**الحمدللہ**
**دوبارہ شائع ہو چکا ہے۔**

اسلئے تمام حضرات کو اطلاع ہے کہ پہلے آئیے پہلے پایئے کے اصول پر عمل کر کے جامعہ دارالعلوم حقانیہ یا قریب کتب خانہ سے طلب کریں، کہیں یہ ایڈیشن بھی ہاتھ سے جانے نہ پائے

اعلیٰ ترین کاغذ و طباعت و جلد بندی

## مدارس عربیہ طلبأ، علمأ کیلئے خصوصی رعایت

**جلد اول** فقہ اور فتاویٰ کے مآخذ، عقائد ایمانیات فرق اسلامیہ فرق باطلہ سائنس اور اسلام، تجدد و الحاد وغیرہ

**جلد دوم** اجتہاد، بدعت، علم، تفسیر و حدیث، سلوک، سیاست، کراھیۃ و اباحۃ، حقوق النساء اور طہارت

**جلد سوم** صلوۃ، عشر و زکوٰۃ، جدید معاشی مسائل **جلد چہارم** زکوٰۃ، صوم، حج، نکاح اور طلاق

**جلد پنجم** نفقات، ایمان و نذر، وقف، حدود، تعزیرات، اشربۃ، قصاص ودیۃ، جہاد، قضا و شہادۃ، قسمہ و اکراہ

**جلد ششم** بیوع، ربا، رھن، اجارہ، شرکۃ، مضاربۃ، وکالۃ، حوالہ، ھبۃ، غصب، احیاء الموات، مزارعۃ، ذبائح، اضحیۃ، وصیت اور فرائض

## خصوصیات

### موت و مابعد الموت اور حیات دنیوی سے متعلق تمام مسائل میں شریعت کی رہنمائی

اس فتاویٰ میں سوالات کے جوابات پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ہر جواب کیساتھ کت [illegible] دیث، تفاسیر اور معتمد فقہی ذخائر سے حوالہ جات بھی درج ہیں۔ قدیم و جدید مسائل اور ان کے جوابات، عصر حاضر [illegible] ایسے جدید مسائل جو کہ معرکۃ الاراء ہیں اور ساتھ ساتھ نئی سائنسی تحقیقات، ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ و کمپیوٹر وغیرہ سے جو نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں اسکے متعلق بھی انتہائی معلومات افزاء مواد اس میں شامل ہے۔ دارالعلوم سے یا قریبی مارکیٹ سے فوری طلب فرمائیں۔

ناشر : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

# کھانسی، نزلہ، زکام
# کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

## ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

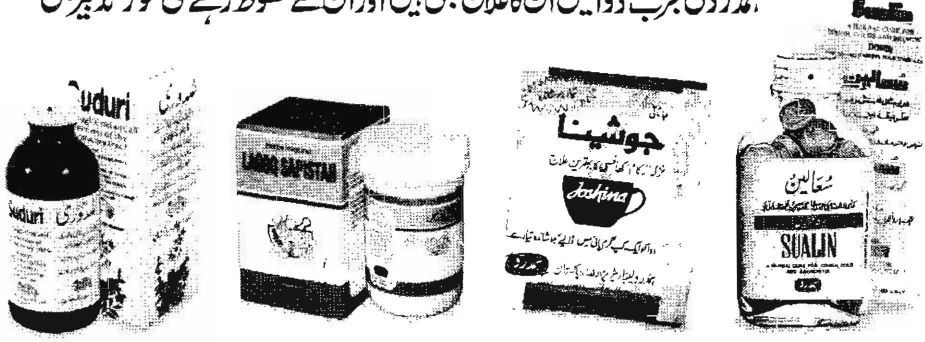


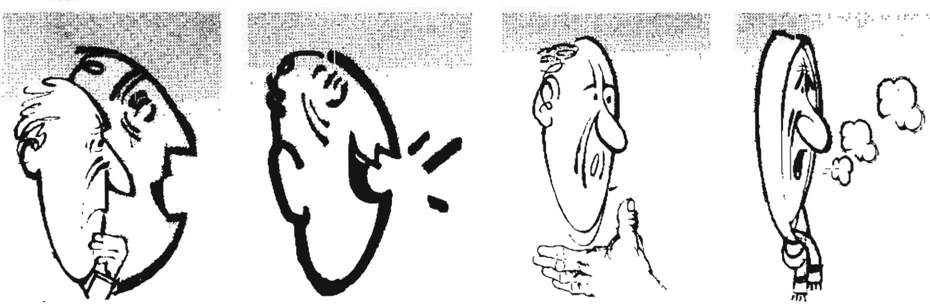

## سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

## جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔ جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔ جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

## لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔ اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

## صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

## سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری ـ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

بلاشبہ سود کھانا اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے

# خوشخبری

## الاتحاد کارپوریشن ایک کاروباری ادارہ ہے جو

# سود سے پاک سرمایہ کاری

کرنے کا پابند ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے فیصلہ کیا ہے کہ **اسلام آباد، راولپنڈی** اور **مضافات** میں سستی اراضی خرید کر مختلف رہائشی منصوبہ جات نئی رہائشی کالونیز، کمرشل مارکیٹس کی تعمیر، زرعی زمینوں، فلیٹس اور مکانات کی خرید و فروخت میں سرمایہ کاری کرے اور سود کی لعنت سے چھٹکارا چاہنے والے مسلمانوں کو بھی سرمایہ کاری کا موقع بھی فراہم کیا جائے اور پہلے سے جاری شدہ منصوبہ جات میں نفع و نقصان کی بنیاد پر حصہ داری کیلئے کم قیمت کے شراکتی حصص جاری کیے جائیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے فیصلہ کے مطابق

# کم قیمت کے شراکتی حصص

جاری کیے جا رہے ہیں ۔ لہذا

**حلال محفوظ اور سود کی ملاوٹ سے پاک سرمایہ کاری**

## شیئرز خود بھی خریدیئے اور اپنے احباب کو دعوت دیجئے!

- بنیادی طور پر کم از کم **10** شیئرز خریدنے کی درخواست دی جا سکتی ہے۔
- خواہشمند خواتین و حضرات درج ذیل پتہ سے درخواست فارم **مفت** منگوا سکتے ہیں۔
- سال کے اختتام پر مکمل حساب پیش کر کے منافع شیئر ہولڈرز میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ شرح منافع **20** سے **30** فیصد تک متوقع ہے۔
- کارپوریشن **15** دن کے اندر اندر حصص سرٹیفکیٹس جاری کرنے کی پابند ہوگی۔
- شیئرز قابل فروخت اور قابل انتقال ہونگے لیکن کارپوریشن کو مطلع کرنا ضروری ہوگا۔
- فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے گا۔

پروفیشنل اور تجربہ کار ٹاؤن پلانرز کے زیر نگرانی عظیم الشان رہائشی منصوبہ جات

**اسلام آباد موٹروے سٹی** جماعت اسلامی کے مجوزہ مرکز **قرطبہ سٹی** اور تعمیرِ ملت ایجوکیشن سٹی (شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد) کے درمیان اور نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئرپورٹ اور بین الاقوامی شاہراہ **موٹروے** کے قریب واقع ہے۔

بکنگ جاری ہے

# اسلام آباد موٹروے سٹی

## (خیبر بلاک)

**سائز پلاٹس**

| | | | |
|---|---|---|---|
| رہائشی پلاٹس | 5 مرلہ | 10 مرلہ | 1 کنال |
| زرعی فارم | 5 کنال | 10 کنال | 20 کنال |

**کمرشل پلاٹس**

| | |
|---|---|
| سائز 20x10 | نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 30 ہزار روپے |
| سائز 30x12 | نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 50 ہزار روپے |

**قیمت اور طریقہ ادائیگی**

| قیمت | ایڈوانس | ماہانہ قسط |
|---|---|---|
| 10,000 روپے فی مرلہ | 1,000 روپے فی مرلہ | 100 روپے فی مرلہ |
| رجسٹری | کل قیمت کا نصف یکمشت ادا کرنے پر 15 دن میں رجسٹری | |
| نوٹ | کارنر اور ڈبل روڈ فیسنگ پلاٹ پر دس فیصد زائد قیمت | |

**5 مرلہ، 7 مرلہ اور 10 مرلہ کے پلاٹس پر رہائشی مکان تعمیر کر کے آسان اقساط پر فروخت کیے جائیں گے۔** (ان شاء اللہ)

مزید تفصیلات کے لئے:

# الاتحاد کارپوریشن

7۔ دبئی پلازہ سکستھ روڈ چوک، مری روڈ، راولپنڈی

ڈرافٹ بنام اکاؤنٹ نمبر **4137-69** حبیب بنک رحمٰن آباد برانچ مری روڈ راولپنڈی

محمد نصیر خان مروت
چیف ایگزیکٹو

فون: 051-4581451 موبائل: 0333-5111385 ای میل: al_ittehad@hotmail.com

Designed by: SUTOOR Grafix: 0303 - 651 39 66